

سلسلہ منتخب کشتیری منظومات نمبر ۳

# شکس فقیر

مولفہ و مصنفہ

پروفیسر سید الدین احمد

۴۵۴۱۲

کتابخانہ

کتابخانہ

کلچرل اکادمی

جموں و کشمیر

کتابخانہ



سینت الیقاوت حیات کی زندگی

# حقیقت

مفتوحہ نظام

دکن ایماں سر شریف

بار اول، ۱۹۵۹ء

تعداد، ایک ہزار

قیمت، ۵۰

دکن ایماں

سینت الیقاوت مطبوعہ، جید پریس بلیماران دہلی



تعارف

فہرست :-

تعارف، ۵

تبصرہ، ۱۲

نمونہ کلام، ۱۸



Title \_\_\_\_\_

Author [REDACTED]

**Accession No.** [REDACTED]

**Call No.** 87-1011

[illegible]



# تعارف

سری نگر میں چنکرال نام کا ایک محلہ ہے شمس صاحب اسی محلہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کا اسم گرامی محمد صدیق بٹ تھا۔ آپ کے والد شالبانی کا کام کرتے تھے ایک بھائی اور ایک ہمشیرہ بھی تھیں۔ چھوٹے بھائی کا نام غلام محمد بٹ تھا اور وہ سری نگر میں ہی تادم حیات مقیم رہے۔ شمس صاحب ۱۲۵۹ھ (مطابق ۱۸۴۳ء) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے بچپن کے حالات زیادہ معلوم نہیں البتہ یہ بات قرین قیاس ہے کہ آپ کا تعلق ایک غریب گھرانے سے تھا۔ آپ نے مکتب میں تعلیم حاصل نہ کی لیکن اخلاقی تعلیم آپ نے اپنے والدین سے حاصل کی۔ گھریلو ماحول زاہدانہ تھا اس لئے آپ شروع سے ہی مذہبی احکام کے پابند رہے۔ دس بارہ سال کی عمر میں آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو شالبانی کے ایک کارخانہ میں بھیج دیا۔ کارخانہ میں داخل ہو کر شمس صاحب ایک مختلف ماحول میں آ گئے۔ یہاں چھوٹے بڑے پیر و جوان بھی موجود تھے۔ لوگوں کو مذہبی معاملات شریعت و طریقت کے تذکرے سننے سے زیادہ دلچسپی تھی۔ شمس صاحب کی تاریخ وفات ۱۳۲۲ھ ہے اور یہ تاریخ اُن کی صاحبزادی کے فرزند غلام محی الدین صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ اخوند حبیب اللہ نے (جنہوں نے شمس صاحب کی ناز جنازہ پڑھائی) خود یہ تاریخ اپنے پاس محفوظ رکھی تھی اور اس کی نقل غلام محی الدین صاحب کے پاس موجود ہے۔ شالبانی کشمیری میں "کھنڈ واؤ" کے نام سے مشہور ہیں جو اب بھی اپنی سادہ طرز معاشرت پر ہمیشہ گاری اور خدا ترسی کی وجہ سے مشہور ہیں۔ کئی معزز بزرگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ شمس صاحب زیندار محلہ میں شالبانی کے ایک مشہور کارخانہ میں کام کرتے تھے اور یہ کارخانہ کسی صاحب کی ملکیت تھی جو پورے کے عرف سے مشہور تھے۔



تھی۔ اس کارخانہ میں بھی اکثر و بیشتر شریعت و طریقت اور انبیاء و اولیاء کرام کے حالات کا تذکرہ ہوتا تھا۔ شمس صاحب کی طبیعت فطری طور پر ان چیزوں کی طرف راغب تھی۔ اسی کارخانہ میں مشہور و معروف بزرگ نعم صاحب بھی شالبا فی کام کرتے تھے اس وقت آپ عمر رسیدہ تھے چونکہ مؤخر الذکر بھی چنگر ال محلہ میں سکونت پذیر تھے اس لئے ظاہر ہے کہ شمس صاحب کو اپنا عزیز نہ سمجھتے ہوں گے اور جب شمس صاحب میں ذوق و شوق بڑھتا دیکھا ہو گا تو شمس صاحب سے آپ کو خاصی دلچسپی پیدا ہوئی ہو گی۔ شمس صاحب کے شعور کی تعمیر کے لئے یہ مخصوص ماحول سنگ بنیاد تھا۔ وہ نعم صاحب کے مرشد طریقت سوچہ صاحب ملیا کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ تشنگی پھر بھی بڑھتی جا رہی تھی یہ حقیقت ہے کہ سری نگر میں یا سری نگر سے باہر کشمیر بھر میں جتنے مشہور و معروف بزرگ موجود تھے ان کی تربیت میں نہ کہ فیض یاب ہوتے رہے۔ ان بزرگ صاحب دل اصحاب میں اہم ہیں بزرگ کے عبدالرحمان صاحب، کلابہ اندا کے عتیق اللہ صاحب، گلاب بلخ (حضرت بل) کے محمد جمال الدین صاحب اور سری نگر کے رسول صاحب المعروف ”ناکہ ٹر“ بزرگ کے عبدالرحمان صاحب ایک نامی قلندر تھے اور آپ سری نگر کے محلہ چنگر ال میں ایک کھار کے گھر میں اکثر قیام فرماتے چنانچہ دیدری نامی ایک کھارن سے آپ کا نکاح ہوا تھا۔ شمس صاحب کو ان سے انتہائی عقیدت تھی چنانچہ جب تک آپ بقید حیات

۴۷ نعم صاحب کے پڑپوتے محمد سلطان شیخ دوکاندار محلہ آغا جام حیدر کے دل نے بیان کیا کہ نعم صاحب نے شمس صاحب کے مکانات ایک دوسرے کے بالکل ساتھ تھے چنانچہ ان دونوں بزرگوں کا آپس میں ان کے والدین کی وساطت سے رشتہ بھی تھا۔ آپ نے اپنے والد صاحب سنا ہے کہ یہ دونوں ہم عصر تھے اور جس کارخانہ میں شمس صاحب کام کرتے تھے وہاں نعم صاحب بھی ایک بزرگ و عمر رسیدہ صاحب دل شالبا فی کام کرتے تھے۔  
۴۸ سوچہ صاحب ملیا رقرہ فلی محلہ میں مدفون ہیں۔



۱۔ ہے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ محمد جمال الدین نے چار سال تک آپ کے  
اسرار و رموز الہی سے آگاہ کیا۔ جب آپ رسول صاحب ہاکہ ثور کی خدمت میں پہنچے  
اور کئی سال تک ان کی تربیت میں رہے تو آپ کا سببہ آتشکدہ بن گیا جس کے  
شعلے بھڑکتے ہی رہے۔ ان کے بعد شمس صاحب کمال الدین صاحب کی خدمت میں  
پہنچے۔ آپ اڑھ کدل (موضع داہتھور تحصیل بڈگام) میں سکونت پذیر تھے۔ آپ  
سلسلہ کروی سے وابستہ تھے اور حضرت شیخ العالم نور الدین ریشی رحمۃ اللہ علیہ کی  
پیروی میں اپنی زندگی کا بیشتر حصہ ریاضت و عبادت الہی کے سلسلے میں جنگلوں میں  
بسر کیا تھا۔ صاحب کرامات تھے۔ شمس صاحب کو آپ نے باطنی رموز کی تربیت دی لیکن  
شمس صاحب سیر نہ ہوئے ایک نشہ چھا چکا تھا جو اترنے کا نام نہ لینا تھا۔ طبیعت میں  
اضطراب اور بے قراری پیدا ہوئی۔ ان کی قابلیت استعداد اور تشنگی سے مرعوب  
ہو کر جناب کمال الدین صاحب نے آپ کو بقیہ تربیت کے لئے امرتسر کے ایک مشہور  
مجدوب و قلندر کے پاس بھیج دیا۔ شمس صاحب کی عمر اس وقت چوبیس یا پچیس سال  
سے نہ زیادہ نہ تھی۔ آپ ۸۵-۱۲۸۳ھ (۶۶-۱۸۶۸ء) میں امرتسر پہنچے اور مذکورہ صاحب  
حال مجذوب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے بدن پر ایک قمیض تھی۔ بال

۲۔ جناب کمال الدین صاحب کے بارے میں خواجہ بدر الدین صاحب نے (برادر منور شاہ  
دکاندار بند سری نگر) ساکن محلہ قرہ فلی محلہ جو شمس صاحب کے برادر طریقت تھے اور جنہیں وفات  
پائے تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے بیان کیا تھا کہ جناب کمال الدین صاحب اور بہت عمر رسیدہ  
بزرگ تھے۔ فرط ریاضت کی وجہ سے انتہائی ضعیف ہو چکے تھے اور ایک انگریز سیاح آپ کو  
داہتھور سے چند میل دور ایک جنگل سے اپنے ساتھ داہتھور لے آیا تھا۔ اکثر و بیشتر آپ پر جذبہ حال  
طاری رہتا تھا۔

۳۔ آپ کا اسم گرامی معلوم نہیں۔ سورہ متو صاحب نے بیان کیا کہ شمس صاحب نے اپنے اس مرشد کامل کا نام  
کبھی ظاہر نہ کیا البتہ ان کے کمالات روحانی کا کبھی کبھی تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔



پریشان اور میلے پاؤں ننگے۔ ایک عجیب عالم تھا۔ امرتسر کی گلیوں میں دیوانہ وار پھرتے رہتے۔ طالبانِ حق کی ایک بڑی جماعت آپ کے پیچھے ہوتی۔ شمس صاحب نے آپ کو دیکھتے ہی گویا وہ دولت پانی جس کی تلاش میں آپ سرگرداں تھے۔ کہا جاتا ہے کہ بارہ سال تک شمس صاحب درجیب پر جبہ سائی کرتے رہے پھر کہیں جا کر ان کی امید برآئی۔

کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد شمس صاحب سری نگر لوٹے۔ اسلام آباد میں مسیحی عزیز بڑا پشیمینہ فروش کے ہاں قیام کیا۔ خواجہ عزیز بڑا صاحب کی ایک فرشتہ صفت اور حسین و جمیل دختر عائشہ سے آپ کا نکاح ہوا۔ اسلام آباد سے اپنے آبائی گھر واقع چنکرال محلہ پہنچے۔ آپ اپنی رفیقہ حیات کو گھر پر چھوڑ کر چند ہینول کے لئے غار نشین رہنے کے لئے مناسب جگہ کی تلاش میں نکلے۔ آپ کی اہلیہ ایک نیک صفت خاتون ہونے کے علاوہ چند گھریلو دستکاریوں میں ماہر تھیں۔ جراثیم اور پشیمینہ سازی سے خوب واقف تھیں اور اس طرح وہ خود گھر بیٹھ کر اپنا معاش اپنے لئے ہبیا کر سکتی تھیں۔ شمس صاحب چھ ماہ تک قاضی بدغ میں غار نشین رہے (قاضی باغ دامودر کرپورہ کے دامن میں واقع ہے اور سری نگر سے کوئی دس گیارہ میل دور ہے) موضع بڈگام کے ایک عقیدتمند مسیحی غلام گورد غار نشینی کے عرصہ میں خادم کے فرائض انجام دیتے رہے۔ غار نشینی کے دوران میں ہی آپ کی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی اور وادی بھر کے صوفی حلقوں میں آپ کا چرچا ہو گیا۔ مستقل بود و باش کے لئے آپ نے خود ایسی جگہ کا انتخاب کیا جو آپ کی طبیعت کے موافق تھی۔ (کلشی پورہ یا کرشی پورہ تحصیل بڈگام سری نگر سے تقریباً اٹھارہ میل دور شمس



صاحب کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں خدا نے عطا کیں۔ چھوٹی لڑکی کا صغر سنی میں ہی انتقال ہوا۔ بڑے فرزند کا نام عبد الغنی اور چھوٹے کا نام نور الدین تھا۔ آپ کی بیٹی کا نام فاطمہ تھا۔ فاطمہ کا نکاح آپ نے اپنی زندگی میں کیا۔ شمس صاحب کے بڑے فرزند جناب عبد الغنی صاحب ایک مُتَشَرِّع پابندِ صوم و صلوٰۃ اور ایک ہمہ گیر گار آدمی تھے۔ آپ ایک ہمسایہ کے ہاتھوں شہید ہوئے اور اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔

شمس صاحب کی عمر تقریباً ۶۳ سال کی ہو چکی تھی، انہوں نے کئی بار اپنے مریدوں سے کہا تھا کہ اب یہ سنت بھی پوری ہو جانے چنانچہ اسی عمر میں آپ کا انتقال ہوا وفات سے ایک دن قبل سر میں درد محسوس ہوا اور دوسرے دن جمعہ کی صبح کو ۱۹۰۲ء (۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۶۰ء بمقامی) کے ایام بہار میں آپ نے داعی اجل کو بیک کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ وفات سے کچھ دیر قبل یہ اشعار زبان پر جاری تھے۔

(مکہ اور مدینہ کے دونوں روضوں کے دروازے کھل گئے ہیں، آؤ سہیلی، محبوب کی تعریف میں گیت گاتے چلیں۔ شمس فقیر کو کوچ کا پر وازہ مل چکا اور حضور سرکار کی طرف سے احکام بھی جاری ہو گئے) (تعمیل احکام میں) مال جان اور تن چھوڑ کر جا رہا ہے۔ آؤ سہیلی! محبوب کی تعریف میں گیت گاتے ہیں)

شمس صاحب اپنے مکان کے صحن کے بالائی حصہ میں مدفون ہیں۔ آپ کا قدمیانہ تھا۔ چپک کے ہلکے داغ بھی چہرے پر تھے جو نمایاں نہ تھے۔ بہار میں لمبا کشمیری پھرن اور جاڑے میں کشمیری پٹو سے بنا ہوا پھرن (جسے کشمیری میں "مٹل"



کہتے ہیں پہنتے تھے۔ کھلا پاجامہ جو ٹخنوں سے اوپر رہتا تھا اور سر پہ ایک بڑی  
پگڑی۔ پاؤں میں بھی کشمیری چپل یا جوتا ہوتا، ہر قسم کی آرائش سے بے نیاز تھے  
اگر چپل یا جوتا ناقابل استعمال ہو جاتا تو گھاس کا بنا ہوا چپل (جسے کشمیری میں  
”پلہ پور“ کہتے ہیں) پہنتے۔ فقر آپ کا شعار تھا۔ آپ فرماتے ہیں :-

(الْفَقْرُ فَخْرِيٌّ بِرِئَازِاں کیوں نہ ہو جاؤں اس لئے کہ وَالْفَقْرُ مِصْرِيٌّ  
(حدیث نبوی) اس پر گواہ ہے۔ فقر پر فخر کرنے والا ہی بلند مقامات تک سائی  
حاصل کرتا ہے۔ اور میں یہی شراب معرفت پیتا رہتا ہوں۔ سُن لو فقیر کی تعریف  
کیا ہے۔ فقیر کو حیات جاوداتی حاصل ہو جاتی ہے۔ ہمارے پیغمبر نے فقیر کی یہی  
تعریف فرمائی ہے اور میں یہی شراب معرفت پیتا رہتا ہوں)

شمس صاحب کے مُریدوں اور خلیفوں کی بہت بڑی تعداد تھی۔ آج بھی  
آپ کے عقیدتمندوں کی ایک بڑی تعداد وادی کے مختلف علاقوں میں موجود  
ہے۔ آپ زیادہ تر سری نگر میں ہی قیام فرماتے تھے لیکن دوسرے علاقوں میں  
بھی کچھ وقت گزارتے تھے۔ بڈگام تحصیل میں آپ حیدر پورہ گاؤں میں احمد پور  
کے یہاں ٹھہرتے ۛ

شمس صاحب کے کلام کا بیشتر حصہ نایاب ہے۔ آپ کے کلام کو دو حصوں  
میں شائع کیا گیا ہے۔ جلد اول میں اٹھائیس غزلیں اور جلد دوم میں بتیس غزلیں  
ہیں۔ ان دونوں جلدوں کے اشعار کی کل تعداد ۱۰۸۲ ہے۔ شمس صاحب کا بیشتر



کلام اہل ذوق حضرات کے سینوں میں محفوظ ہے۔ موضع کرشی پورہ میں اسد میر نامی ایک صاحب ذوق بزرگ نے شمس صاحب کا بیشتر کلام ازبر کر لیا تھا لیکن افسوس ہے کہ یہ نادر الوجود ہستی دو سال ہوئے سپرد خاک ہو چکی ہے۔ ستونہ تو صاحب کے بیان کے مطابق شمس صاحب کا کلام ان کی زندگی میں دو بیاضوں (قلمی) میں مرتب ہو چکا تھا۔ ایک بیاض میں ان کی سنسکرت آمیز غزلیں تھیں دوسری میں کشمیری غزلیں۔ یہ دونوں بیاض شمس صاحب کی وفات کے بعد بھی ان کے گھر کرشی پورہ میں موجود تھیں۔ ان دونوں بیاض کی ایک نقل جناب احمد ڈار صاحب کے پاس بھی موجود تھی۔ شمس صاحب کی وفات کے بعد کسی صاحب ذوق برہمن نے سنسکرت آمیز غزلیات کی بیاض ڈھائی سو روپے میں خرید لی اور بارہ مولہ علاقہ کے کسی ذیلدار صاحب نے کشمیری غزلوں کی بیاض پانچ سو روپے میں خریدی احمد ڈار کے پاس جو نقل موجود تھی اس کا کچھ پتہ نہیں ہے۔

شمس صاحب کے ہم عصر صوفی شعر آئیں و نایب کھار احمد بٹواری، وارہ محمود اور محمود سراج کے اسمائی گرامی قابل ذکر ہیں۔ و نایب کھار شمس صاحب سے کئی بار ملے ہیں۔ یہ ہیں کہ ایک دفعہ و نایب کھار نے اپنی ایک غزل انہیں سنائی جس کا مطلع تھا ہ

۱۔ جناب احمد ڈار صاحب کے خلیفہ جناب غلام محمد بٹ صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ نسخہ ڈار صاحب مرحوم کے علاقہ گندلس میں رہنے والے کسی صاحب نے ڈار صاحب سے عاریتاً لے لیا تھا جو کبھی واپس نہ ملا۔ بٹ صاحب کو یقین ہے کہ یہ بیش قیمت نسخہ شاہ آباد دور میں کسی صاحب کے پاس موجود ہے۔ ۲۔ محمود وانی آری گام نے جو صوفی حلقوں میں جا کر گاتا تھا بیان کیا کہ و نایب کھار اور شمس صاحب اکثر ملتے رہتے۔ اور اول الذکر کرشی پورہ جا کر ان سے کئی بار ملے۔ آری گام میں بھی ان دونوں حضرات کی ملاقات ہوئی تھی۔



رنگہ زورے ستھ تہ انگ شوہان قولہ ساریو ازو لو میہمان  
(رنگین شمعدان پر سات چراغ جلا رہے ہیں۔ اے محبوب! آج تو مہمان بن کر آ)  
آپ نے فرمایا: ”بھائی رنگین شمعدان کوئی اچھی چیز نہیں۔ رنگ اتر جایا کرتا  
ہے۔ یوں کہتے تو زیادہ اچھا رہتا۔“ ”لو لہ زورے ستھ تہ انگ شوہان“  
(عشق کے شمعدان پر سات چراغ جلا رہے ہیں)

## تبصرہ

شمس صاحب کا کلام عرفان الہی کے اسرار و رموز کا آئینہ دار ہے  
آپ نے ایک ایسے مقام پر رسانی پائی تھی جہاں عقل انسانی کا گزر ممکن نہیں  
کیونکہ مقام عشق مقام عقل سے مختلف ہے۔ فرماتے ہیں:-  
(تمام نفسانی خواہشات کا قلع قمع کر دو اور کشف و کرامات کو چھپاؤ۔ اس طرح  
تم بادشاہ بن کر قابل آدمی بن جاؤ گے۔ اے محبوب! میں تمہیں دو ہیروں میں  
مول لیتا چاہتا ہوں)

آپ پاکیزگی قلب کے لئے نفس کشی کو ایک اہم اور بنیادی چیز قرار دیتے  
ہیں۔ چنانچہ آپ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:-  
(نفس کی لاکھوں خواہشیں ہیں، ان کو کچل ڈال اور دم بدم خبردار رہ)  
اسی طرح آپ ریاضت و مجاہدہ نفس کی سختی کو اختیار کئے جانے کے متعلق فرماتے ہیں:-  
(خود اپنا خون جگر پینے سے مجھ پر اسرار الہی عیاں ہو سکتے ہیں۔ دروازے  
بند کر کے سارا بدن لپیٹہ میں شرابور ہے۔ محبوب کس قدر لاپرواہ ہے)



تصفیہ قلب و تزکیہ نفس کے حاصل ہو جانے کے بعد شمس صاحب کے سامنے طریقت کی شاہراہ روشن ہو جاتی ہے اور وہ اس حقیقت سے واقف ہو جاتے ہیں کہ ریاضت و مجاہدہ کی منزل تو خود احساس و وجود کی منزل ہے صرف ذوق و وجدان کے تحت ہی اس راستہ میں سفر ممکن ہے کہتے ہیں۔

① (میں نے تفکر کا رشتہ (دھاگا) قائم کیا تھا لیکن میری ہزاروں اذکار رائیگان ہو گئیں۔ تب سے میں حیرت کے سمندر میں پڑا ہوا ہوں)

② (ترکِ وجود کی منزل میں ذکر و اذکار مٹ گئے۔ ہر لمحہ خبردار رہا کرو)

③ (اے زاہد اگر تو رات دن مالا پھیرتا رہتا ہے تو یہ سب بیکار ہے۔ مالا پھیرنے میں مصروف رہ کر تو تم موتی گنوا دیتے ہو اور نقلی موتیوں کی حفاظت کرتے ہو، گھنگر و کھول کر نغمہ کہاں ہے)

اس منزل میں داخل ہو کر عاشق کی آزمائشیں شروع ہو جاتی ہیں۔ وہ سختیاں برداشت کرتا ہے، مصائب جھیلتا ہے۔ نفسِ امارہ کی کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود وہ ذوق و وجدان کی روشنی میں آگے بڑھتا رہتا ہے۔ ان سختیوں کی شدت ملاحظہ ہو۔

① (میرے جگر کا ہر ٹکڑا کباب ہو گیا اور میں حیران و پریشان ہو کر پاب رکاب ہوں، میں خود اپنے کا خون شراب کی نیت سے پیتا رہا اور حیران و پریشان ہو کر پاب رکاب ہوں)

② موتی کے ایک دانے میں جھیل ڈل اور آخر وٹ میں جھیل دلرسمانے چاہئیں تب کہیں ذاتِ لا نہایت دل میں سما سکتا ہے۔ ایک اندر ان سختیوں کو جھیلنے کے بعد ہی خدا کی ذاتِ واحد پہچان سکتا ہے)



ظلمت و تاریکی میں ہی سنگ خارا توڑنے، اژدہا کے منہ سے مہیرا نکالنے  
 چہرے میں خود اپنا خون تیل کی مانند جلا لے اور خود اپنے ہی تن بدن کا  
 گوشت کھانے سے ایک بند خدا کی ذات واحد کو پہچان سکتا ہے)  
 لیکن ان صبر آزمائوں پر سالک کے لئے مرشد طریقت کی رہبری  
 ہی روشنی کا مینار ثابت ہوتی ہے اور ظلمت تاریکی کے یہ مقامات صرف  
 مرشد طریقت کے دامن کو پکڑ کر اس کے پیچھے چلنے سے ہی عبور کئے جاسکتے  
 ہیں۔ مرشد طریقت کی رہنمائی کے بغیر سالک کی "تاریکیاں" چھٹ نہیں  
 سکتیں۔ فرماتے ہیں:-

① (دریائی محیط کا شور تو سنتے ہو لیکن راستے کی واقفیت کے بغیر اسے  
 عبور نہیں کر سکتے۔ رہبر کے ساتھ ساتھ چل۔ اُس ذات حق کی منزل تو  
 اس دریا کے پرے ہے)

② اسرار الہی سے واقف مرشد طریقت نے مجھے خدا تعالیٰ کے اسرار سے واقف  
 کر کے نور جمال الہی دکھایا اور میں ہر جگہ دیدار الہی کا مشاہدہ کر رہا ہوں)

③ ایک رتد خود اپنے نفسانی خواہشات کی دیواریں توڑ کر مردوں کو زندہ  
 کر سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ کسی مرد (رہبر) کے قدموں پر سر جھکائے)

④ (ترک وجود کی منزل کو عبور کرنے سے سالک کے قلب پر تجلی ذات

کا پردہ تو پڑ جاتا ہے)

⑤ ذات و صفات الہی ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور خاص الخاص ذات ہر جگہ  
 عیان ہے۔ غور سے دیکھو تو وہ ذات ہر ذرہ میں آشکار ہے)



شمس صاحب کے نزدیک غافل کی نفسانی خواہشات ایک دیوار بن کر اسے اندھا بنا دیتی ہیں اور جب تک نفسِ شوم کو درمیان سے ہٹایا نہ جائے تصفیۂ قلب کی تحصیل نہیں ہو سکتی۔ فرماتے ہیں:-

(اندھے کو عرفان کی اُمید کہاں، اسے نہ تو سورج کی پہچان ہے اور نہ چاند کی۔ گونگے، بہرے اور بے سامان لوگ کس کام کے، وہاں تو جمال ذات کا مشاہدہ کرنے کے لئے باطنی آنکھیں چاہئیں)

شمس صاحب یقین اور اُمید کے ساتھ آگے بڑھ کر جمال الہی کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ محض تصفیۂ باطن اور صفائی قلب کی وجہ سے یہ تو نور کے مشاہدہ پر قانع نہیں رہتے بلکہ ذات الہی کے قریب جا کر بے پردہ مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے وہ ترکِ احساس وجود کو بھی ترک کرتے ہیں یعنی احساس وجود کو فنا کر کے اس بات کا بھی خیال نہیں کہ احساس وجود فنا ہو چکا ہے۔ چنانچہ شمس صاحب ذات کا اس طرح مشاہدہ کرتے ہیں کہ ان کی (باطنی) آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں اور جس طرح آفتاب کو دیکھنے سے ہماری آنکھوں کے سامنے کچھ دیر کے لئے تاریکی چھا جاتی ہے اسی طرح جمال ذات کا قریب سے مشاہدہ شمس صاحب کے سامنے تاریکی پھیلا دیتا ہے اور دراصل یہ سیاہی اور تاریکی نور ذات کی شدت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:-

”تاریکی میں ہی آبِ حیات کا چشمہ پایا اور سیاہ نور دراصل نور ذات ہے۔ اسی کو ”سوادِ الوجه“ کہتے ہیں۔ اے محبوب! مجھے اپنا جمال دکھا“



ساتویں صدی ہجری کے مشہور عارف محمود شبستری بھی فرماتے ہیں :-  
 سیاہی گر بدانی نور ذات است ① بتاریکی درو آب حیات است  
 چو مبصر یا بصر نزدیک گردد ② بصر ز ادراک و تاریک گردد  
 یعنی جب کوئی چیرسہاری نظر کے سامنے ہلوتی ہے تو شدت قربت سے  
 آنکھوں میں سیاہی آجاتی ہے اگر تو سمجھے تو یہی سیاہی نور ذات ہے۔ اور  
 اسی تاریکی میں آب حیات کا چشمہ موجود ہے۔

شمس صاحب تجلی ذات میں مٹ جاتا چاہتے ہیں لیکن تماشائی کی  
 حیثیت سے نہیں بلکہ خود تجلی بن کر تجلی کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ شمس صاحب  
 کا یہ احساس انہیں کئی دیگر صوفی اور صاحب دل شعرا سے ممیز کرتا ہے۔  
 شمس صاحب کی شاعری کی عظمت میں پوشیدہ ہے۔ وہ شہود [مشاہدہ نور ذات]  
 کے احساس سے نہیں بلکہ نظروں کو قدم بنا کر اور سر کو پاؤں بنا کر بے خودی  
 کے عالم میں فرط عشق میں بے اختیار ہو کر ایک غیبی کشش کی وساطت سے آگے  
 بڑھتے جاتے ہیں۔ فنا الفنا کے مرحلہ میں داخل ہو کر شمس صاحب اپنی ذات کو مٹا کر  
 جمال ذات الہی میں کھو جاتے ہیں۔ کہتے ہیں :-

{ محبوب نے کہا طریا، سوشف، سین اور زاکہ رتی سے پہچان پیدا کرو اے  
 شمس فقیر! اب یہی غم کھا }

۱۔ طریا۔ عالم لاہوت جو کہ عالم ذات ہے۔ ۲۔ سوشف۔ عالم جبروت جو کہ عالم خواب ہے  
 لیکن با آرام۔ ۳۔ عالم سکوت (عالم خواب)  
 ۴۔ جاگرت۔ عالم ناسوت (عالم بیداری)



{ لے عاشق! برزخ سے شناخت پیدا کر کیونکہ نہاد اس سے بے خبر ہے

عارفوں کا مقام تو جبروت ہے۔ کام دینو محبوب تو لباس میں نمایاں ہے {

{ زندہ فنا ہونے کا پیغام لائے ہیں اور خود فنا ہو کر دینا میں زندہ ہیں۔

اور لاہوت کے مقام پر وصل یا ر سے متصل ہوئے {

مقام محمود پر پہنچ کر بھی خود اپنی ہی ذات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ فرطے ہیں۔

{ مقام محمود پر پہنچ کر خود اپنی ذات کا سجدہ کر کے بود و نالہ و کا تماشا کر جی

کے ساتھ جس کا وصل ہو چکا اس کا ثمرہ لاہوت ہے {

وہ زندہ مر جانے کو بقا کا دیا چہ سمجھتے ہیں۔

{ شمس فقیر علانیہ کہتا ہے کہ وہی آدمی دریا سے عشق کی گہرائیوں میں اتار

سکتا ہے جو زندہ مر جائے۔ جسم کو مٹی سمجھ کر اسے فنا کر دے {

{ زندہ ہی مر جانا چاہیے پھر اے رند! ذات واحد کی شناخت ہو سکتی ہے {

شمس صاحب کلام تصوف سے بھرا ہوا ہے۔ آپ کا سینہ عشق الہی کی وسیع

سے آتش کدہ بن چکا تھا۔ آپ کی شاعرانہ زبان میں عقب کا زور اور جوش ہے

حسن محبوب کے بیان میں جذبات نگاری اور واقعہ نگاری ہے۔ سادگی اور روانی

چند مخصوص غزلوں میں بہت زیادہ ہے۔ الفاظ کی درون نسبت میں جہاں کہیں ظہار

بیان میں مشکل پیش آتی ہے وہاں اکثر و بیشتر فارسی اور سنسکرت الفاظ استعمال

کرتے ہیں اور خوبی بیان کا ذائقہ نہیں بدلتا۔ بعض اشعار میں تو خالص کشمیری الفاظ

میں تصوف کا بیان ہے۔ زبان کی فصاحت میں فارسی الفاظ سے بہت کام لیا

اور سنسکرت و ہندی الفاظ چھ اشعار میں اس طرح سموائے ہیں جس طرح ٹکینوں میں موتی

شمس فقیر دونوں شعر  
کسی زندہ دلوں کی سنسکرت  
دریادہ کہہ کر سنسکرت  
نہاں - مشاعرہ



## غزل

- دَمِ دَمِ سِرِ دَمِ کَلِ جَمِ چائی دَمِ سِرِ پاؤہ گیمِ حسی  
 دَمِ یلہ رَوِ دَمِ دَمِ اِرِ پَدِس دَمِ سِرِ اَنجہ اَم لال ①
- خوابِ اندرے شبانہ و دَمِ ذکرِ زبان کر بسی  
 تروپہ و دَمِ طرفِ کر دہ پھیر کتیس شینو دَمِ حرفِ مال ②
- ذکرِ یک ضربِ نیشہ فکرہ چھ نہ بیٹھان ذکرِ دو ضربِ کپڑی  
 ذکرِ پہلے ضربِ سِرِ صیقِل چھ سپدان ذکرِ چار ضربِ پَرِ کمال ③
- ذکرِ انفاسِ نیشہ مَن مینہ شاد گوم ذکرِ حبسِ نفسِ چھوے لپی  
 ذکرِ فرضِ دایمِ قایمِ سپدَم دَمِ تھ پیم ساری خیال ④
- ذکرِ حجازہ نیشہ سجادہ کور مس مجازہ کور مس دوسری  
 ذکرِ خفی نفی سپدَم شش جہت گسیم پامال ⑤



## غزل

- د مہدم مجھے تمہاری فکر لگی رہتی ہے۔ دم ہی کی لبتا مجھ میں جو اس پیدا ہوئے  
 ① جب میں دم پر قافض ہوا تو میں نے ہیرے پالنے میں  
 رات محبوب نے مجھے کہا کہ زبان کی ذکر کو ترک کر۔  
 ② اور چٹے کے چٹے حروف پر عمل کئے اپنے ہی کعبہ کے ارد گرد طواف کر۔  
 ذکر و ضرب کی مٹھاس کی بدولت ذکر یک ضرب تفکر میں غرق پیدا کرتی ہے۔  
 ③ ذکر سے ضرب کی بدولت جلا پیدا ہوتی ہے اور ذکر چار ضرب تو با کمال ضرب ہے۔  
 ذکر انقاس کی بدولت ہیرے دل میں مسترت کی ہر دوڑ گئی جس نفس نے تو مجھے نچوڑ ڈالا  
 ④ اور جب میں نے ذکر فرض دائم کو اختیار کیا تو سارے خیالات جھلکے خاکستر ہو گئے  
 ذکر حجاز کو اختیار کئے میں سجدے میں گر پڑا اور ذکر مجاز کی بدولت میں نے دُوبلی کی  
 ⑤ دیواریں گرا دیں اور ذکر خفی سے ہر چیز کی نفی ہو گئی اور میں چھ اطراف پر قافض ہو گیا



- شیر قمر بندہ نشہ شہر پادہ گیم ذکر جہر کہ کسی  
 ذکر سر مالہ نشہ سر تلہ سون گوم دون عالین تھیم ز حال (۱)
- ذکر آدہ نشہ سر تلہ نہ آم مانیکہ گوم نفس تھیم  
 الفیہ بہین قلف مشر نہ آم ز نفس مشر و چیم خال (۲)
- ذکر اوکارہ نشہ اسرارہ لوزم تن من کن تھاو و کسی  
 کیر و تھ شہ شایہ شیر تھی آساں تھ چیمہ و اتان شمال (۳)
- ذکر سر تیغہ نشہ سرہ سرہ تھ و لم کر تھ مار غم و کسی  
 ذکر سر تن سیت و دین سپدم سرہ چیم نالی نال (۴)
- ذکر ہنداس عشقہ در بادس درشن داریہ تل چھو و کسی  
 درشن رایو مالو و ولس و این چھ ذکر انتقال (۵)
- ذکر تل ذکر دل و سوپہ تھ و لم تھ لو گم دری یا و کسی  
 ذکر نظر گذر سپدم آدہ و چھ خے زوال (۶)
- عقل کین تہ شکل تر آوم راویں تھ عالم و کسی  
 شیر قمر جمع پید تھ لچھ بیدس و آنسہ اکھ مشال (۷)



- ① ذکر جہر کے رگوں کو جوہ سے ذکر ہفت در بند نے مجھ میں شہسپر پیدا کئے۔
- ② ذکر ہر تال کی بدولت تابناک کنڈن بن گیا اور میں دُعا عالم کو طے کر گیا
- ③ ذکر اتر فلک بدو مجھ پر تمام دروازے کھل گئے اور کنڈیوں کے ہلنے کی آواز سنائی دی
- ④ محبت سے تمام قفل کھل گئے اور میں نے زلف میں خال کا مشاہدہ کیا۔
- ⑤ ذکر اذکار کے نتیجے میں میں نے اسرار الہی دل جان کے کانوں سے سنے
- ⑥ یہ توشیروں کا مقام ہے جہاں گنبد پہنچ نہیں سکتے۔
- ⑦ ذکر سر تیغ کی بدولت موت کا خوف جاتا رہا اور محبوب نے مجھ پر تیروں کی بوچھاڑ کی
- ⑧ ذکر ہر تن کو اختیار کر کے میرا قلب کائنات کی مانند بن گیا اور محبوب مجھ میں جلوہ گر ہوا
- ⑨ ذکر ہندار کی بدولت میں نے عشق کے دربار میں رسائی پائی
- ⑩ اور مشاہدہ جمال کے باجم سے ذکر انتقال اختیار کیا۔
- ⑪ فکر اور ذکر دل سے میری گھبراہٹ دور ہو گئی اور میں دریا کو عبور کر گیا
- ⑫ اب جو ذکر نظر سے گذرا ہوا تو اس ذات بے زوال کو عیاں دیکھا۔
- ⑬ شکل و صورت اور عقل و رفتار کو ترک کر کے میں اُس دنیا میں گم ہوا
- ⑭ شمس فقیر نے مقام جمع پر پہنچ کر دیکھا کہ لاکھوں برس کی عبادت محض ایک

منزل ہے۔



## غزل

- ① فسرغش دایم کرتن سکرے
- ② میں نہ کرتا حسن مو مو شرے
- ③ پتہ و سبق لبیکہ نفع
- ④ آوہ دپے آجھہ گاشرے
- ⑤ آتھ نو کتنس سیتو روز قیام
- ⑥ معینہ کیاہ ذانہیے خبرے
- ⑦ رخم کرہ وون چھہ پائے دایم
- ⑧ اللہ ہو چھو می آکی وڈے
- ⑨ زیمو بخت مشر چھو می مڈا
- ⑩ اسی چھہ بیرون تی اندے
- ⑪ یس اوڈے کرے می ندا
- ⑫ آتھ مینا پتھہ ساغرے
- ⑬ بوز دیباہ محبتک شورے
- ⑭ ویتو سیشن پلن دا پیرے
- ⑮ تیرے گزشت چھہ تہند گھرے
- ⑯ تیرے گزشت چھہ تہند گھرے
- ⑰ شیر سپدک اہل صفا
- ⑱ تیرے گزشت چھہ تہند گھرے
- ⑲ کیاہ چھہ فرغش تو کیاہ کو دایم
- ⑳ تیرے گزشت چھہ تہند گھرے
- ㉑ آتھ مو کر فسرغش دایم
- ㉒ تیرے گزشت چھہ تہند گھرے
- ㉓ سیر پناں لبیک نہ مڈا
- ㉔ تیرے گزشت چھہ تہند گھرے
- ㉕ اول آخر ستوی چھو می بنیا
- ㉖ تیرے گزشت چھہ تہند گھرے
- ㉗ بے پے نو تر کہ آپوہ
- ㉘ تیرے گزشت چھہ تہند گھرے



## غزل

- ① اے آدمی! ذکر اللہ کی پہچان پیدا کر۔ وہ محبوب سرحدِ ادراک سے پرے ہے
- ② اس ذکر کی آمد و رفت کے تسلسل کو نہ بھول۔ وہ محبوب سرحدِ ادراک سے پرے ہے
- ③ اس سبق کو پڑھ اس میں یہ فائدہ ہے کہ تم اپنی دل میں شمار کئے جاؤ گے۔
- ④ اور تم صاحبِ لہر کہلاؤ گے۔ وہ محبوب سرحدِ ادراک سے پرے ہے
- ⑤ اس نکتہ کو سمجھ کہ فرض کسے کہتے ہیں اور دائم کس حسیں کا نام ہے
- ⑥ نادان اس بات کو کیا جانتا ہے۔ وہ محبوب سرحدِ ادراک سے پرے ہے
- ⑦ وہ ذاتِ رحیم ہے پس تو فرضِ دائم پر قائم رہ۔
- ⑧ اللہؐ کا تانا بانا ہی سب کچھ ہے۔ وہ محبوب سرحدِ ادراک سے پرے ہے
- ⑨ تمہارا مفقودِ زیر و بم ہے اور وہ اس سے جدا نہیں۔
- ⑩ ظاہر و باطن میں کوئی تفاوت نہیں۔ وہ محبوب سرحدِ ادراک سے پرے ہے
- ⑪ وہی آدمی بیباک ہے جسے وہ ادھر ہی سے پکارے۔
- ⑫ اُسی کی طرف جام و مینا بڑھاتے جاتے ہیں۔ وہ محبوب سرحدِ ادراک سے پرے ہے
- ⑬ دریاؤں کی محیط کا شور سن مگر راستہ جانے بغیر اسے عبور نہیں کر سکتے ہو۔
- ⑭ جا اور کسی راہبر کا دامن تھام۔ وہ محبوب سرحدِ ادراک سے پرے ہے



۱۵) کیاہ چھو جیات کیاہ چھو بی مہات

۱۶) چھو بنج جسم نہ جو ہرے

۱۷) تراو و جو دو شہود پتھر

۱۸) شمس فقیرہ دم کھا وڑے

کتھ چنیرس ناؤ کہہ بو ذات

تہہ گزشت چھو تہہ گھرے

سہرہ گزشت ہی تہہ گزشت کتیر

تہہ گزشت چھو تہہ گھرے

## غزل

لا الہ الا اللہ سہرہ زہی کرتن نفی اثباتے

۱) لے کر کھڑی دل آئینس سپد کھ بینا دار

دُنا رزالتن شرعیت پالتن شرارت تراو تھ عقیے

۲) حق شناس سپد کھ شرکتے او بر و تھ یکہ باوہ نے ستر اسرار

علم البقین نشہ کلہ تحقیق کوم وعدہ پیوم یاد تھ شینے

۳) اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ تو پوہ دو پنہم قافا کو بلی یقینا

فنانی الشیخ نشہ گو ناہ و سو پنہم شاد و نیم حمدیے

۴) منع سپد مہر فاش کرنس سپری چھو مالک کار

مقام ناسوت یا قوت لایم لچھ کر موچھ منترایے

۵) لچھ ناوہ صابو کچھ کٹھ وہ تھرے ناو تم نوہ انوار



- (۱۵) حیات اور ممات کی تعریف کیا کی جائے اور کس چیز کو ذات کہہ کر پکارا جائے
- (۱۶) اُس کا نہ تو جسم ہے اور نہ ہی روح۔ وہ محبوب سرحدِ ادراک سے تکتا ہے
- (۱۷) وجود اور شہود ترک کرتے ہیں تم اُس کی وحدانیت تک رسائی پاؤ گے۔
- (۱۸) اے حبس نفس کرنے والے وہ محبوب سرحدِ ادراک سے پرے ہے

## غزل

- (۱) اے آدمی! لا الہ کی نفی اور لا اللہ کے اثبات کی پہچان کر۔  
اس کو اپنا تاکہ تمہارے آئینہِ قلب سے نہ نک دُور ہو جائے۔
- (۲) زندہ نہ رہا اگر شریعت پر کار بند رہا اور نفرت و دُورنیِ دل سے نکال  
شکوہ و شبہات کو چھوڑ کر حق شناس بننا تمہیں اسرارِ الہی تک رسائی ہوگی
- (۳) علم الیقین کی منزل پر پہنچ کر مجھ کلمے کی حقیقت معلوم ہو گئی  
ادھر سے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کی آواز آئی اور ادھر سے قالوا بلی کا اقرار ہوا
- (۴) فنا فی الشیخ کے مقام پر پہنچ کر میرے گناہ دھل گئے اور میں جلد و ثنائیں محروف ہوا  
اسرارِ الہی کو فاش کرنے سے مجھے منع کیا کیونکہ مُرشد طریقت تو حقیقی مالک ہے
- (۵) ناسوت کے مقام پر پہنچ کر میں نے وہ باقوت پایا جو حفاظت کرنے سے ہاتھ نہیں دھکتا  
اے لاکھوں نام والے محبوب! آ کہ میں نے تیرے لئے مسند بچھائی ہے۔



ترک دُنیا کر دُنیا دار و بُنیا د گنہ چھوہ لئے

طمع چھوہی سماہ سوہ شرتہ کر جمع اکھ دماہ گنڈتسار

طریقہ نشہ زہد ک ہر چھوہم بر تل سرتز و وے

فرض مو نغم فنا یم ز و نغم د ا یحس کیاہ چھوہی شمار

عین الیقین نشہ نین پز ز لا و م غین غفلت و شریسیے

یتر صے کالپہ تہ پترہ سیتو واتی و شیرہ سے منگیں بخ دیار

فنا فی اللہ سول نشہ تناسوہ خپتہ پیوم انا و زہم کیے

فنا قدمو پین دو پیم ہیکین گرتھ سوہی بارہ

مقام ملک و د یحکم مععلق در آرزو کیے

مل مینہ کو سہم تہ سوہی تہ تہ او سہم پانس نشہ ننی گار

ترک عقیلی لیس کرہ استند ا فردا سوہی خاصے

پردہ اکھ چھوہی شمس فقیر انتہا سرداہ بوزہ اشارہ



- ۱۔ دُنیا پرست! دُنیاوی خواہشات کو ترک کر۔ یہ بڑی سست بُنیا ہے
- ۲۔ نفسانی خواہشات سے واویلا کے بغیر اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ ان پر راتِ طریقت کی منزل پر پہنچ کر میں معرفت کا دودھ پیا اور عبودیت کی حقیقت کی جو کھٹ پر سر رکھ دیا
- ۳۔ میں ذکرِ حق پر قائم رہا لیکن ذکرِ حق تو اُس سے بھی لانا بہ ہے۔
- ۴۔ عینِ الیقین کے مقام پر پہنچ کر میری آنکھیں چمک اٹھیں اور غفلت کی غین گر رہی
- ۵۔ ذاتِ حق چاہے تو سا لک کو یقین کے سہارے اس منزل پر پہنچا دے گی
- ۶۔ فنا فی الرسول کے مقام پر پہنچ کر میرا وجود خستہ ہو گیا اور مجھے "اٹا کاخوفا" کا خوف لاحق ہو گیا
- ۷۔ مجھے فنا سے آگے بڑھنے کو کہا گیا۔ اس بوجھ کو برداشت کرنا بڑی بات ہے
- ۸۔ مقامِ ملکوت پر پہنچ کر میں فرشتوں کو مُعلق دیکھا دیدارِ الہی کی آرزو میں منتظر تھا
- ۹۔ حجابوں کو دور کیا تو وہاں بھی وہی ذاتِ حق پائی اپنے من میں یہ حقیقت دیکھ لے
- ۱۰۔ جو ترکِ عقیقی سے اپنا سفر شروع کرے کل وہی غاصول میں شمار ہوگا۔
- ۱۱۔ اے شمس فقیر! انتہائی منزل بھی ایک پردہ ہے۔ صاحبِ بدل ہی اس اشارہ کو پاسکتا ہے



## غزل

- ۱) رو نہ گنڈتھ شروہ ز شروہ ز میہ بوزم  
 رو نہ مثر رتھ شروہ ز شروہ ز کوت گوم  
 ۲) روز شمس سیتی چھے پنہو کوم  
 رو نہ مثر رتھ شروہ ز شروہ ز کوت گوم  
 ۳) تا ز آیدہ کیا ہ چھک ژہ کران  
 رات دودہ گوئے تسبیح پھران  
 ۴) موختہ راوی فوطس رچھت زوم  
 رو نہ مثر رتھ شروہ ز شروہ ز کوت گوم  
 ۵) چنگ و باب ز نکلہ چھے وزان  
 اندرہ گریزان نیسره چھ بوزان  
 ۶) تیتہ پمہ ن تہ کران و سوتیوم  
 رو نہ مثر رتھ شروہ ز شروہ ز کوت گوم  
 ۷) آژواندرہ ماہس تہ مہوس  
 ناوہ منہر چھکھ حضرت نوحس  
 ۸) عالم آب ر وحن تہ ڈیشام  
 رو نہ مثر رتھ شروہ ز شروہ ز کوت گوم  
 ۹) آفتاب بے مقدارہ ستلے  
 شک تہ شبہ رودم نہ گلے  
 ۱۰) لاناہایتہ ظہور چھیا ولوم  
 رو نہ مثر رتھ شروہ ز شروہ ز کوت گوم  
 ۱۱) میرہ بھ نہ مینہ میہ کو روم لا  
 بیج بیچس منہر چھو ی الا اللہ  
 ۱۲) کینہہ نہ کیا تام راون تہ را ولوم  
 رو نہ مثر رتھ شروہ ز شروہ ز کوت گوم  
 ۱۳) ذرہ ذراتہ کن چھو ی نیب لٹھ  
 گڑہ کاشس سیتی چھو ی نیب لٹھ  
 ۱۴) زونہ گندان خون جگر چوم  
 رو نہ مثر رتھ شروہ ز شروہ ز کوت گوم



## غزل

- ۱ گھنگرو باندھ کے تو میرا نکلی آواز سُنا تھا لیکن گھنگرو کھول کے وہ آواز کہاں گئی؟
- ۲ سانس کی آواز چڑھاؤ کے ساتھ مصروف رہ۔ گھنگروں کی وہ آواز کہاں گئی
- ۳ اے زائد! آخر یہ دن رات کی مالا جینے سے کیا حاصل ہے
- ۴ اسی موتیوں کو گنوا کر تم نقلی موتیوں کو بھیجے پڑے ہو۔ گھنگروں کی وہ آواز کہاں گئی؟
- ۵ چنگ وریاب کی بلند آواز اندر سے باہر بھی سُنی جاتی ہے۔
- ۶ لیکن دہاں میری یہ ساری ریا و عمل رائیگاں ہو گئی۔ گھنگروں کی وہ آواز کہاں گئی؟
- ۷ اپنی سانس کی آواز چڑھاؤ کو سمجھتا کہ خود کو حضرت نوحؑ کی کشتی میں پائے
- ۸ میری روح نے عالم آب کو دیکھا۔ گھنگروں کی وہ آواز کہاں گئی؟
- ۹ اُس آفتاب بیکراں کے قریب پہنچ کر میرے تمام شکوک و شبہات دور ہو گئے
- ۱۰ میرے لاناہیہ کی منزل میں جلالِ ذات کا مشاہدہ کیا گھنگروں کی وہ آواز کہاں گئی؟
- ۱۱ جب ہر پست بلند کی میں نے نفی کی تو اس نفی میں بھی اثباتِ ذاتِ حق تھا۔
- ۱۲ مجھے تو ناحق کوئی شے گم ہوتے لگتی تھی۔ گھنگروں کی وہ آواز کہاں گئی؟
- ۱۳ وہ ہر ایک فتنے میں ہویدا ہے۔ تاریکی روشنی سے بغلیں رہے۔
- ۱۴ چاندنی میں کھیل کود کے لئے مجھے خونِ جگر پینا پڑا۔ گھنگروں کی وہ آواز کہاں گئی؟



- (۱۵) تورو پیچا نہ دم یا عذیبست  
 (۱۶) شمس فقیران معرفت جیوم

## غزل

- (۱) کس و نہ مبیہ جیو عشق شراب  
 (۲) گوشہ جگر سوخت نقش آب  
 (۳) بار امانت بار نیستم  
 (۴) بند گوس تنے چھس در قلاب  
 (۵) کینہ شران پیغمبر عشق و تب  
 (۶) پیرین کھست پیر و پیر کتاب  
 (۷) اون کیاہ زانی زگ نہ پردن  
 (۸) نہکے تھیکان میہ نہ وچھ نواب  
 (۹) ژنس نہو یا ٹھو چھوی نہ کار  
 (۱۰) زرس مرس نو چھوی حساب  
 (۱۱) من کان طہذہ چھوی گواہ  
 (۱۲) انس نہ دیدار ڈیشہ خواب
- مستانہ مس گوس در خراب  
 مستانہ مس گوس در خراب  
 چھا تکرار اقرار و تم  
 مستانہ مس گوس در خراب  
 کینہہ وعظ خان چھی بے خبر  
 مستانہ مس گوس در خراب  
 انس کتیو اس سن پن  
 مستانہ مس گوس در خراب  
 کس چھلس کم گفتار  
 مستانہ مس گوس در خراب  
 ما ز اغ البصر و ما طغی  
 مستانہ مس گوس در خراب



- (۱۵) بارگاہِ قرب الہی میں دم یا عدم کی گنجائش کہاں؟ دہاں از کار کا شکار تک پہنچتی ہے
- (۱۶) ابجگہ پہنچ کر شمس فقیر نے معرفت کا جام پیا اور بس گھنگروں کی آواز کہاں گئی؟

## غزل

- (۱) کسے سناؤں کہ میں عشق کی شراب پی کر مئی خانے میں مدہوش پڑا ہوں۔
- (۲) اس پانی نے تو میرے دل جگر میں گ لگا دی۔ میں تو مئی خانے میں مدہوش پڑا ہوں
- (۳) میں نے امانت کا بوجھ اٹھایا دیاں تکرار کی کیا گنجائش ہو سکتی تھی؟
- (۴) تب ہی سے زنجیر میں جھکڑا پڑا ہوں۔ میں تو مئی خانے میں مدہوش پڑا ہوں
- (۵) کچھ لوگ تو تیغ عشق کی ضرب سہہ رہے ہیں۔ اور کچھ نادان واعظ
- (۶) منبروں پر کتا بین ٹھستے جاتے ہیں۔ میں تو مئی خانے میں مدہوش پڑا ہوں
- (۷) اندھے کو نور و ظلمت کی پہچان کہاں؟ اُس کی تو روشنی ہی نہیں۔
- (۸) ناحق کہہ رہا ہے کہ میں نے جمالِ الہی دیکھا۔ میں تو مئی خانے میں مدہوش پڑا ہوں
- (۹) اپنا بیج کام کیا کرے؟ گونگا گفتگو کیسے کرے؟
- (۱۰) بے حس جسم سے حساب کیا؟ میں تو مئی خانے میں مدہوش پڑا ہوں
- (۱۱) ”مَنْ كَانَ هَذِهِ“ اور ”مَا زَاغَ الْبَصَرُ“ گواہ ہے کہ
- (۱۲) اندھے کو دیدارِ الہی سب سے نہیں ہو سکتا۔ میں تو مئی خانے میں مدہوش پڑا ہوں



- ① گندم نما چھوی جو فروش
- ② تارہ گوس بار چھوم لہو ولعب
- ③ شمس فقيرن وڏن نئير
- ④ مرزنده سِرہ کر گنت تَراب
- ⑤ موت گودہ سوي لَينہ آسہ ہوش
- ⑥ مستانہ مس گوس در خراب
- ⑦ گس زانہ ڏري يا وک سنير
- ⑧ مستانہ مس گوس در خراب

# غزل

- ① ذات صفاتس چھے مپلہ دن
- ② ڏنڊي پهر ڏڙه ما چھس ٿھين
- ③ شہ پاش تھر پتھ ششکل وزن
- ④ وعلہ تي ديوتتم بادہ فروشن
- ⑤ زندن زالنھ پاڪہ ويوم سون
- ⑥ هووم بازده رووم طوعن
- ⑦ اُمر عشقہ نادن زولم بدن
- ⑧ مرتھ مرتبہ زندگي رندن
- ⑨ دري يا وس چھے جو پير نيرن
- ⑩ تير جي خبر کينہہ چھينہ عامن
- ⑪ خاص الخاص چھوي منتر خاصن
- ⑫ خاص الخاص چھوي منتر خاصن
- ⑬ اشارہ مڪوي چھہ شيا دن
- ⑭ خاص الخاص چھوي منتر خاصن
- ⑮ کہوچہ کھورنم وہ مستادن
- ⑯ خاص الخاص چھوي منتر خاصن
- ⑰ پرتو آفتاب پيو حشمن
- ⑱ خاص الخاص چھوي منتر خاصن
- ⑲ ڏري يا و قطر س منتر چھوي ران
- ⑳ خاص الخاص چھوي منتر خاصن



(۱۳) کیا بخود کو دیوانہ کہیں؟ وہ تو گندم نہ جو فروش کہلائیگا۔

(۱۴) میں دُنیاسے بھی وابستہ ہوں اور میں تم می خاتمے میں مد ہوش پڑا ہوں

(۱۵) شمس فقیر صاف طور پر کہتا ہے کہ دریائے معرفت کی گہرائیوں میں اتنے نا کون جانتا

(۱۶) زندہ ہو کر مرنے کی پہچان پیدا کر۔ میں تو می خاتمے میں مد ہوش پڑا ہوں

## غزل

(۱) ذات اور صفات آپس میں ملے ہوئے ہیں وہ خاص الخاص خصوصوں میں ظاہر ہے

(۲) ہر ذرہ کو غور سے دیکھ کہ وہ اُس سے جدا نہیں وہ خاص الخاص خصوصوں میں ظاہر ہے

(۳) ہوشیار لوگوں کیلئے اشارہ ہے کہ چھ دروازے بند کر کے مشکل بچنے لگ جاتے ہیں

(۴) بادہ فروش نے تو مجھ سے یہی وعدہ کیا، وہ خاص الخاص خصوصوں میں ظاہر ہے

(۵) صندل جلا کر میں سونا لکھواتا رہا لیکن اُستاد نے اسے کسوٹی پر چٹھہ پایا۔

(۶) جب میں نے اسے بازار میں لایا تو میرا گھنڈہ ڈور ہوا۔ وہ خاص الخاص خصوصوں میں ظاہر ہے

(۷) میری آنکھوں پر آفتاب کا پیر تو پڑتے ہی میرے تن میں آگ سلگ اُٹھی۔

(۸) رندوں کے لئے تو موت ہی بقا ہے۔ وہ خاص الخاص خصوصوں میں ظاہر ہے

(۹) سمندر سے ندیاں نکلتی ہیں اور سمندر خود قطرہ میں نہاں ہے۔

(۱۰) اس راز سے عام لوگ واقف نہیں ہو سکتے۔ وہ خاص الخاص خصوصوں میں ظاہر ہے



شمس فقیر حکیم آریہ پدتن

١٣) كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَى أَصْلِهِ

شمس فقیرہ آپ حیاتِ حق

۱۴) دیوہ سینہ تھا و نے اہل صفہ

۳۴  
مَنْ صَمِتَ نَجَّى سِرَّهُ كَرْتَنَ

خاص الخاص تھو بی منہ خاص

زندگی تیرہ حی چھ کائناتیں

خاص الخاص چیموی مشرخاص

عزیز

① بوجھیں کینہہ نے خود پائے

(۲) صحیح اور کینہ نہ ہو اور کینہ نہ

(۲) نہ چھپس ملک نہ چھپس خدایات

۴) بی بی علیچ کیلئے نہ تو ارانے

⑤ نہ چھپس دیندار نہ چھپس کفار

۶) بہ خود و خمس خود پرستانے

④ ویوم کینہنس کرے معنی

۵) چنگوس ششمنده پشیمان

۹) کہن تھا و کہن صحیح لٹھ من

۱۰) بے شک عارفانہ دانی

یوکیٹھ نہ کس وئے پائے

جو کینہ نے کس وئے پائے

نه چھپس انسان نه آدم ذات

بے گیندہ بے کس وئے پائے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ

یہ کہیں نہ نے کس لئے پائے

وَلَا كَيْفَ تَعْلَمُ كَسْرُ الْوَاوِ

بہ کیٹھنہ نے کس ونے پائے

وَحَسْبُ سَيِّدِي تَرْيُّهُ دُونَ عَالَمِينَ

جہ کیلئے نہ لئے کس لئے پائے



- ۱۱) صَمِّ مَکِّم پڑھ کر کے دیکھ اور مَن صَمَّتِ نَجَّی سے شناخت پیدا کر
- ۱۲) ہر چیز اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔ وہ خاص الخاص خصوصیات ہر ہے
- ۱۳) اے شمس فقیر! آبِ حیات پی۔ کامل لوگوں نے اسی سے زندگی پائی۔
- ۱۴) شاید تجھے بھی اہل صفایں جگہ مل جائے۔ وہ خاص الخاص خصوصیات ہر ہے

## غزل

- ۱) میں ایچ ہوں اس ایچ کو کیسے ہست کہوں۔
- ۲) ادھر سے بھی ایچ دکھائی دیا کیونکہ دیکھنے والا خود ایچ تھا۔ میں ایچ کو کیسے ہست کہوں
- ۳) نہ میں فرشتہ ہوں اور نہ جن۔ نہ میں انسان ہوں اور نہ ہی آدمی۔
- ۴) میں تو ایچ ہی میں سے ایچ کو ڈھونڈ رہا ہوں میں ایچ کو ہست کیسے کہوں
- ۵) نہ میں کوئی دیندار ہوں اور نہ کافر۔ نہ مومن ہوں نہ توبہ کا طالب
- ۶) میں تو خود اپنے ہی آپ کا پرستار ہوں میں ایچ کو ہست کیسے کہوں۔
- ۷) سوچا تھا کہ ایچ کے معنی بیان کروں لیکن اس کے معانی کون سمجھ سکتا ہے
- ۸) اس خیال ہی سے میں شرمندہ ویشیمان ہو کر رہ گیا۔ میں ایچ کو ہست کیسے کہوں
- ۹) باطن کی آواز پہ کان دھرا اور اپنے دل کو تنہا م۔ کائنات کے اسرار تم پر فاش ہونگے
- ۱۰) اور تم عارفِ یزدان بن جاؤ گے۔ میں ایچ کو ہست کیسے کہوں



- ۱۱) تیرا ترا و کثرت یہ چھ حسرت  
جمع وحدت تہ وحدانیت
- ۱۲) بہ در حادثہ تہ حادثہ لے  
بہ کینہہ لے کس و لے پائے
- ۱۳) فنا سپید نتھ فنا فانی  
بقا باللہ چھو ربانی
- ۱۴) تہ گو واصل بہ یکسا لے  
بہ کینہہ لے کس و لے پائے
- ۱۵) چھو درو یا نتھ نیش اکھ قطراہ  
غوث عاشق تہ ابدال ہا
- ۱۶) ولی انبیاء چھ یکسا لے  
بہ کینہہ لے کس و لے پائے
- ۱۷) مہر شد بہ تختہ مرغیب  
ہزار شایاش و ستھ پی عیب
- ۱۸) تہ زائن رند مستان لے  
بو کینہہ لے کس و لے پائے
- ۱۹) یوتھاہ و نتھ عالم غائبس گوس  
درتھ کینہہ لے تہ کیاہ تام اوس
- ۲۰) بہ ر و دس غائب غائبان لے  
بہ کینہہ لے کس و لے پائے
- ۲۱) میہ الے آسمو غائبی پر  
نروا و آتش نہ خاک آب سر
- ۲۲) گذر شد بہ لامکان لے  
بہ کینہہ لے کس و لے پائے
- ۲۳) اول آخر چھ نور محمد  
ظہور تہندوی حد و لاحد
- ۲۴) حیات النبی چھ متا پائے  
بہ کینہہ لے کس و لے پائے
- ۲۵) بہ خود شمس و خود سکندر  
بہ خود سرمد تہ خود خاور
- ۲۶) بہ خود آزاد سلیمان لے  
بہ کینہہ لے کس و لے پائے



۱۱) کثرت کو چھوڑ کیونکہ یہ حسرت کا مقام ہے بلکہ وحدت اور وحدانیت کو بھٹی کر کے

۱۲) میں مقام حیرت میں پہنچ کر حیران ہو گیا۔ میں بیچ کو ہست کیسے کہوں؟

۱۳) فنا ہو کر فنا کا وجود ختم ہوتا ہے اور بقا بالشد کی منزل سامنے آتی ہے

۱۴) اسی مقام پر سالک خدا سے واصل ہو جاتا ہے۔ میں بیچ کو ہست کیسے کہوں

۱۵) سمندر تو اس کے مقابلے میں ایک بوند ہے۔ پھر غوث ہوں یا اولیاء

۱۶) سبھی اس مقام پر یکساں ہو جاتے ہیں۔ میں بیچ کو ہست کیسے کہوں

۱۷) لوح غیب کے ہمارا نام ازل ہی سے عاشقوں میں تھا اور ہم ہر عیب کے لیے نیاز تھے۔

۱۸) رند مست ہی اس حقیقت کو جان سکتے ہیں۔ میں بیچ کو ہست کیسے کہوں

۱۹) میں عالم غیب میں پھلانگ کر پہنچ گیا اور وہاں کوئی نہ کوئی چیز ضرور دیکھی

۲۰) لیکن غیب الغیب کے مقام پر میں خود گم ہو گیا۔ میں بیچ کو ہست کیسے کہوں

۲۱) میر تو ازل ہی سے غیبی پر لگے تھے جبکہ خاک و باد اور آتش کا وجود ہی تھا

۲۲) میرا گزرا مکان سے ہوا تھا۔ میں بیچ کو ہست کیسے کہوں

۲۳) میں نے اول بھی اور آخر بھی نور محمدؐ ہی کو پایا۔ یہ نور تمام حدود کو پھانڈ کر نمایاں ہے

۲۴) بلکہ حیات النبیؐ کا نور ہی نور ہے جسے روشن ہے۔ میں بیچ کو ہست کیسے کہوں

۲۵) میں شمس بھی ہوں اور سکندر بھی۔ دائم بھی ہوں اور قائم بھی۔

۲۶) میں سلیمانؑ کی طرح خود مختار ہوں۔ میں بیچ کو ہست کیسے کہوں۔



غزل  
(غیر مملو)

- ۱ مائزہ موت ما نزل لا گتھ در او نمئی
- ۲ شراب لو دمت چھن شرابہ خمئی
- ۳ میہ دتن دا ماہ تہ تیو لم رومی
- ۴ اولہ کس باغس کروی مہ پوشہ چمنی
- ۵ بکھنہ بپہ ما گتھن یا سمنی
- ۶ وٹھ چھس لٹھہ قلو وند لعل لمئی
- ۷ نسوہ خنجر ماراں عشقہ معصومی
- ۸ سوہ رمہ چھیس شو بان سورپہ اومی
- ۹ سوہ رمہ چھیمہ شہلاوان بے غمنی
- ۱۰ دیہ نادرشن بیہ تا بھنی
- ۱۱ نالہ منہ رٹھ من تہ روی چھمنہ سمنی
- ۱۲ خال چھیس شو بان مشرباگ کمئی
- ۱۳ عاشق قبلہ دوی محراب کمئی
- ۱۴ شمس فقیر مشتاق پنہ نیل دومی
- کمئی کمئی یارہ دیدار
- پانتس جوان اوس بسیار
- کمئی کمئی یارہ دیدار
- قولہ سارہ بکھنا چھاو گلزار
- کمئی کمئی یارہ دیدار
- گلآب رنگہ روی گل انار
- کمئی کمئی یارہ دیدار
- ڈیشٹھ ہرے گے بیمار
- کمئی کمئی یارہ دیدار
- لیہ میہ لوسمہ دیتھ بیدار
- کمئی کمئی یارہ دیدار
- خال گو آسودن چھہ آشکار
- کمئی کمئی یارہ دیدار
- پیرن یو وٹھ ستر اسرار



## غزل

- ۱ میرا محبوب یا تھوں میں ہندی رچا رہا ہے۔ دیکھئے وہ کن کو دیدار دکھاتا ہے
- ۲ شراب کے مشکوں میں شراب بھر کر خود تو بے حساب پی رہا تھا۔
- ۳ مجھے تو ایک گھونٹ دیا اور وہ میرا نفس میں ڈالنے لگا دیکھئے وہ کن کو دیدار دکھاتا ہے
- ۴ میں نے عشق کے باغ کی چمن بندی کی۔ آؤں کے پکے مجھ کو کیا اس گلزار میں کس کوٹے نہیں آؤ گے؟
- ۵ نہیں تو یہ یا سمن کے پھول مڑ جھجھ جائیں گے دیکھئے وہ کن کو دیدار دکھاتا ہے۔
- ۶ محبوب کے ہونٹ تو ہیروں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہیں اور نتالعل یمن کی مانند حسین
- ۷ چہرہ گل انا کی مانند سرخ ہے۔ ستوانا کے عاشقوں پر قیامت لاتی تھی۔ دیکھئے وہ کن کو دیدار دکھاتا ہے
- ۸ سرمئی آنکھوں میں کاجل کیا ہی نہیں بناتا ہے۔ سر ان کو دیکھ کر ششدر رہ گئے
- ۹ یہ سرمہ عاشقوں کی ٹھنڈک کا سامان ہے۔ دیکھئے وہ کن کو دیدار دکھاتا ہے
- ۱۰ کاش وہ مجھے اپنا دیدار دکھائے۔ اب تو انکے رہنے سے میری آنکھیں مڑ جھج گئی ہیں
- ۱۱ میں تو اسے گلے لگانا چاہتا ہوں۔ پر میرا منہ نہیں رہا۔ دیکھئے وہ کن کو دیدار دکھاتا ہے
- ۱۲ ابروؤں کے درمیان خال کس قدر زیب دیتا ہے۔ حال گویا ہے پر کس قدر روشن ہے!
- ۱۳ عاشق تو محراب ابرو کو ہی قبلہ بناتے ہیں۔ دیکھئے وہ کن کو دیدار دکھاتا ہے۔
- ۱۴ جب سے مشد طریقے نے سراسر اسے واقف کیا ہے شمس فقیر انہی سانسوں کا شیدا بن گیا ہے۔



۱۵ سر پہاں روٹ نہیر و بہنی کمنی کمنی تاوہ دیدار

# غزل

(غیر مطبوعہ)

- |   |                         |                      |
|---|-------------------------|----------------------|
| ۱ | اے معشوق ناز نہیں !     | گاہ تو برمن باز بہین |
| ۲ | زودہ نیو تھم دل و دین   | گاہ تو برمن باز بہین |
| ۳ | تہی روہ خسار مہ تابان   | گاہ تو برمن باز بہین |
| ۴ | آفتابہ کھو تہ کیاہ حسین | گاہ تو برمن باز بہین |
| ۵ | دند موختہ وٹھ رتھ فلہ   | گاہ تو برمن باز بہین |
| ۶ | خندہ کرش آفرین          | گاہ تو برمن باز بہین |
| ۷ | ما نرہ رنگی متی سمر کہ  | گاہ تو برمن باز بہین |
| ۸ | خونہ میلے چھس رنگین     | گاہ تو برمن باز بہین |

# غزل

- |   |                         |                   |
|---|-------------------------|-------------------|
| ۱ | مگہ مدینس پرچھ و تھنج   | نیرہ لئیے رو کران |
| ۲ | دورہ چھی ہران نوزہ پھٹے | نیرہ لئیے رو کران |
| ۳ | اسہ وں چھکھ آتھ متی     | مس شیش چھکھ بھران |



اسی زبردبم سے تو وہ سر نہاں ہاتھ آتا ہے۔ دیکھئے وہ کن کو دیدار دکھاتا

## غزل

اے میرے نازنین محبوب! کبھی تو ہماری طرف بھی دیکھ  
تُو نے تو زبردستی مجھ سے میرا دل لوٹ لیا۔ کبھی تو ہماری طرف بھی دیکھ۔  
چاند کی طرح چمکتے ہوئے تیرے یہ دور رخا رطلت میں بھی نور برسا رہیں  
یہ تو سورج سے بھی زیادہ روشن ہیں۔ کبھی تو ہماری طرف بھی دیکھ۔  
تیرے دانت موتیوں کی مانند ہیں اور ہونٹ چھوٹے چھوٹے ہبیروں ایسے تیری  
میٹھی باتیں سن کر طوطی بھی گنگ ہوتی ہیں۔ آفرین ہو تیری اس درباہنسی پر۔ کبھی تو  
ہماری طرف بھی دیکھ۔  
اے شمس فقیر خوشیاں مناؤ محبوب کے ہندی سے رنگے ہوئے ہاتھ یہ تو حقیقت میں تیرے ہی  
خوب رنگے ہیں۔ کبھی تو ہماری طرف بھی دیکھ۔

## غزل (غیر مطبوعہ)

مکہ اور مدینے کے دروازے کھل گئے۔ اوس سہیلی گیت گائیں  
دیکھو تو دور سے کیا ہی نور نظر آ رہا ہے۔ اوس سہیلی گیت گائیں۔  
اے ہنس مکھ محبوبہ تو پیمانوں میں شراب ڈال رہی ہے۔



چاؤ دامہ فرا حتیٰ  
 وئیں! اُسی آئی لولہ ہمتی  
 وچھتہ کیاہ کُشتہ گومتی  
 عشقہ سندرہ چھندراؤمتی  
 عشقہ ناپہ دود متی  
 دند قندہ بھلی کیاچھہ رتنی  
 لعل لب چھی رجمتی  
 زلف سنبل اے متی  
 مار سیاہ کارہ پتنی  
 حُسن چائس درودہ دتی  
 تنہ مہ دس گل پھلمتی  
 شمس فقیرس پروانہ دتی

نیرہ لُتے رُو کران  
 قولہ سارَس وُنی دوان  
 نیرہ لُتے رُو کران  
 وچھت عاشق گے بیتا  
 نیرہ لُتے رُو کران  
 اسہ وُن غنچہ دہان  
 نیرہ لُتے رُو کران  
 بھلی ہمتی سنبستان  
 نیرہ لُتے رُو کران  
 درود اللہ چھو در جان  
 نیرہ لُتے رُو کران  
 سرکارہ اس فرمان

مال جان پان تراؤم اتی  
 نیرہ لُتے رُو کران





ہمیں بھی فرحت بخش گھونٹ پلا۔ آؤ سہیلی گیت گائیں  
ہم تمنائی بن کر محبوبہ کی تلاش میں نکلے دیکھ کہ اُس کے عشق نے ہماری کیا حالت بنا دی  
آؤ سہیلی گیت گائیں۔

اُس حینہ نے بے تاب بنا دیا۔ عاشق اُسے دیکھتے ہی آتش عشق میں جلتے لگے۔  
سہیلی گیت گائیں۔

اس کے شکر کی ڈلی ایسے دانت کتنے اچھے ہیں۔ یہ ہنستا ہوا دہن غنچہ کتنا حسین ہے  
تیرے سرخ ہونٹ تو رحمت ہیں آؤ سہیلی گیت گائیں  
اُس کے سنبل ایسے زلف! دیکھ کیا سنبستان کھل اٹھا ہے۔ اُس کے شانوں پر گویا یہ  
کالے سانپ بل کھا رہے ہیں۔ آؤ سہیلی گیت گائیں۔

جب تیرے حسن کا مدح خوان خود خدا ہے تو ہماری کیا بات۔ ہم بھی تمہارے حسن  
کا درود پڑھ رہے ہیں تیرے عشق سے ہمارے دل میں بہار آئی ہے آؤ سہیلی گیت گائیں۔  
شمس فقیر کو موت کا پروانہ مل گیا۔ بڑے سرکار سے فرمان جاری ہو گیا  
تعمیل حکم کے لئے وہ تن من سے منتظر ہے۔ آؤ سہیلی گیت گائیں۔





## غزل

اَللّٰہ تہ پیچھم در منے      بو کیاہ وئے ای گو ظہور  
 عشقہ تارن زائتم تنے      بو کیاہ وئے ای گو ظہور  
 رندن گندان پیور شنے      زندگی ٹپکھ تہ وچھک نور  
 طورس سورگو پر تو سینے      بو کیاہ وئے ای گو ظہور  
 عابد تہ زاہد چھ اتھ نش زینے      واجد چھوا میک شیخ منصور  
 انا تھو دوپ غم معرفت چنے      بو کیاہ وئے ای گو ظہور  
 اچھو بوزکھ تہ کن و چھنے      مقام محمود سپدی حضور  
 رفتار گفتارتھ جاریہ چھنے      بو کیاہ وئے ای گو ظہور  
 یو ہا سر شمس فقیرہ وئے      سر تراؤ پتھر در خسور

سوی اترہ یس تترہ بر مژرنے  
 بو کیاہ وئے ای گو ظہور



## غزل

نغمہ الٰہی میرے دل میں ہے۔ میں کیا کہوں۔ ظہور (تجلی ذات) تو اسی کا نام ہے  
 عشق کی آگ نے تو میرے تن بدن کو جلا کے رکھ دیا۔ میں کیا کہوں۔ ظہور (تجلی ذات) تو اسی کا نام ہے  
 رندوں نے (اپنی جانوں سے) کھیل کر بہ تو (ذات حق) کا مشاہدہ کیا اور زندگی بیکار نور (ذات حق)  
 کو دیکھا۔  
 طور (کو دیکھ لو کہ محض) جھلک کے پڑ جانے سے ہی خاکستر ہو گیا۔ میں کیا کہوں۔ ظہور (تجلی ذات)  
 تو اسی کا نام ہے۔  
 عابد اور زاہد (کا ذکر ہی کیا۔ وہ تو اس مرحلے پر پہنچ جائیں والوں کے مقابلے میں) ابھی پیدا بھی  
 نہیں ہوئے۔ اس منزل کا واحد سالک شیخ منصور ہی ہے۔ جس نے معرفت (کی شراب) پیئے بغیر ہی  
 اتنا حق کہا (گویا یہ مقام تو ازل ہی سے اُس کی نصیب میں تھا) میں کیا کہوں۔ ظہور تو اسی کا نام ہے  
 مقام محمود پر پہنچ کر تم آنکھوں سے سننے اور کانوں سے دیکھنے لگ جاؤ گے۔  
 یہ وہ مقام ہے جہاں رفتار و رفتار کی مطلق گنجائش نہیں۔ میں کیا کہوں۔ ظہور (تجلی ذات)  
 تو اسی کا نام ہے۔

اے شمس فقیر! میں تجھے راز کی بات بتائے دیتا ہوں (اور وہ یہ ہے کہ) غمور (عشق) ہو کر  
 (بھی) اپنے سر کو (ذات حق کی طرف) جھکا ئے رکھ (اور اس بات کا یقین  
 رکھ کہ بند یوں پر رسائی حاصل کرنے کے باوجود بھی) وہی (سالک) بارگاہ (قریب  
 الٰہی میں داخل ہو سکتا ہے۔ جس کے لئے) غیب سے (دروازے کھول  
 دئے جائیں۔ میں کیا کہوں کہ ظہور (تجلی ذات) تو اسی کا نام ہے۔



## غزل

دون لالں ہیئتہ قیمتی	بالہ یار و نیو تھمور دلو
دون لالں ہیئتہ قیمتی	گنج بے قیاس چونوی ملو
گھن عشقن کرم دن راتی	اقلے نور اوس مکتلو
دون لالں ہیئتہ قیمتی	ژھن چھوس نتہ دڑاو مجھلو
وحدت وجود موجود ذاتی	اثبات وجود مفصلو
دون لالں ہیئتہ قیمتی	مغز وحدت چھاؤ کاملو
تتھ منزلس راوم میہ برآنتی	سٹ دریاؤ درائے نیرہ ٹو
دون لالں ہیئتہ قیمتی	شنیا چھ تتہ پائن تلو
کھٹ کشف تہ کرامتہ سی	ژٹھ نفیس ساری کلو
دون لالں ہیئتہ قیمتی	شاہ سپد کھ بنکھ آہلو
زندہ عاشق زندہ موتی	زندہ مریانہ چھوی سہلو
دون لالں ہیئتہ قیمتی	دوپ غم مڑتھ تھو دتل کلو



# غزل

اے میرے دل کو اڑالے جانو اے محبوب! میں تجھے دو ہیروں میں مول لینا چاہتا ہوں۔

وہ تمہاری قیمت تو ایک ایسا خزانہ ہے جو کسی کے دہم و گمان میں نہیں آسکتا میں تجھے دو ہیروں میں مول لینا چاہتا ہوں۔

(ذاتِ حق کا) نور تو اول ہی سے مکمل طور پر چھایا ہوا تھا، اور اس (نور کے پانے) کا عشق رات دن میرے دل میں سماتا گیا۔ یہ نور (موجودات سے جدا نہیں) اور مجمل طور بھی یہی نور ظاہر ہے۔ میں تجھے (اے محبوب!) دو ہیروں میں مول لینا چاہتا ہوں۔

اثبات وجود کی تفصیل یہ ہے کہ موجودات میں محض ذاتِ حق ہی کا وجود ہے اور وجود اُسی ذات کو لازم ہے۔

یہی میگز وحدت ہے، اور اے کابل (سالک) اسی سے شناخت پیدا کر۔ میں تجھے (اے محبوب!) دو ہیروں میں مول لینا چاہتا ہوں اُس منزل پر جہاں کہ میں نے سات بے کھوٹ دریاؤں کو بہتے دیکھا میری ساری غلط فہمیاں رفع ہو گئیں۔

وہاں تو عدم میرے پاؤں کے نیچے تھا (یعنی یہ منزل عدم سے بھی پر ہے) میں تجھے (اے محبوب!) دو ہیروں میں مول لینا چاہتا ہوں۔ نفس کی ساری خواہشات کا قلع نزع کرو اور کشف و کرامات (کی قوتوں) کو پوشیدہ رکھ

(یہ وہ گرجہ جس سے) تم بادشاہِ بکر (قرب الہی) کے اہل بن جاؤ گے میں تجھے (اے محبوب) دو ہیروں میں مول لینا چاہتا ہوں۔ زندہ ہی مرجھاؤ یہی (قرب حق کو حاصل کرنے کا) آسان طریقہ ہے عشقِ الہی کے متوالے زندوں نے مرکزِ بقا حاصل کی ہے



واصلی سیتی چھوی حاصلو حیات النبی سرہ کر حیاتی

شمس فقیرہ کر س ہرہ چھلو

دون لالن ہیئتہ قیمتی

## غزل

زیر ویم میہ تہ شاہ گوگے	یتہ سوی چھئے تہ سوی چھئے
پاتال عاشق پر سبق	اکسیر تہ بیہ زندر م تارک
درشہ سرہ کر معنہ ہنمہ	یتہ سوی چھئے تہ سوی چھئے
کنہ بوزم حق سرہ	من ہو پران چھوی پانہ روح
من عرف نفسہ پالومی	یتہ سوی چھئے تہ سوی چھئے
وجود تہ شہود تراؤ تن	نمہ گزشت چھوی زاول بدن
نمہ شاہ تہ نامحسری	یتہ سوی چھئے تہ سوی چھئے
ستہ نشہ دریا و پیدہ گو	تتہ لانیہایتس چھنہ زیو
عارف چھہ تتہ سیتی ہر دم	یتہ سوی چھئے تہ سوی چھئے



مر جانے کے بعد ہی اُس (محبوب) نے مجھ سے سر اٹھانے کو کہا۔ میں تجھے  
(اے محبوب!) دو ہیروں میں مول لینا چاہتا ہوں۔  
اصل بنا ہی تحصیل حاصل ہے۔ حیات النبی (صلعم) کی دائمی حیات کو پہچان  
اور اے شمس فقیر اُن کی اس حیاتِ دائمی کو یا کر اُن پر مور چھل بچھا کر تاجِ جد میں  
تجھے (اے محبوب!) دو ہیروں میں مول لینا چاہتا ہوں۔

## غزل

۱۔ (قرب الہی کی منزل پر پہنچ کر) زیرِ دم (اذکار) بھی گم ہو گیا۔ یہاں (اپنی ذات میں)  
بھی اُسے پایا، اور وہاں بھی اُسے ہی دیکھا۔ ۲۔ پاتال میں (دل کی اتھاہ گہرائیوں میں)  
اُتر کر (اسرارِ الہی کا) سبق پڑھ۔ (ان ہی گہرائیوں میں) تو اکیس جیسی قیمتی دھات  
حاصل کرے گا اور (افداک پر چمکنے والے) چاند اور ستارے بھی یہیں موجود  
پاؤ گے۔ گویا ہمہ کی پہچان تجھے خود اپنے ہی سانس سے (شناخت پیدا کرنے سے)  
حاصل ہو جائے گی۔ یہاں (خود اپنی ذات میں) بھی اُسی کو پایا، اور وہاں بھی اُسے  
ہی دیکھا۔ ۳۔ اسرارِ الہی کی تشریح میں خود اپنے کانوں سے سنتا رہا، اور رُوح اُسی  
ذاتِ حق کے وجودِ محض کی ذکر کرتا رہا۔ گویا من عرف نفسه پر کار بند رہ کر یہاں بھی  
اُسی کو پایا اور وہاں بھی اُسی کو دیکھا۔

۴۔ مقاماتِ وجود اور شہود کو ترک کر دو۔ ان دونوں مقامات سے پرے وہ باریک بین  
رکھنے والی ذات ہے۔ یہ وہ مقام ہے جن سے وجود و شہود تک کے مقامات (پہنچنے والے اساک)  
ناواقف ہیں۔ یہاں بھی اُسی کو پایا اور وہاں بھی اُسی کو دیکھا۔

۵۔ سات منازل کو طے کر کے ہی سمندر دکھائی دیا۔ اور اُسِ لازم بیکران کو بیان کرنیکی طاقت  
گفتار کہاں۔ ہاں البتہ ایک عارف ہر لمحہ اس منزل پر سے گذرتا رہتا ہے۔ یہاں بھی  
اُسی کو پایا اور وہاں بھی اُسی کو دیکھا۔  
۱۵۔ ہمہ سے مراد ہے خدا کیونکہ (باقی صفحہ ۵۱)



فن اگر تھت فنا تہ چھاؤ      مَنز را ونس پائے تہ راو  
 ماورایہ موجود وُجھئے      یتہ سُوی چھئے تہ سُوی چھئے  
 شمس فقیر و کینہ نہ تہی      کینہ نہ نوکھ کھنڈ مار تہی  
 کینہ نہ نوکھ تہ چھا کئے  
 یتہ سُوی چھئے تہ سُوی چھئے

## غزل

بوز عشق دودیاہ گوم

موت معشوق یاد پیوم

میخانہ مَنزہ لولہ مے چوم      موت معشوق یاد پیوم  
 اُمی کز الٰہ بانہ تھری سبٹھاہ      رنگہ رنگہ تہ تہ انتہ کیاہ  
 ساری چھ بچتہ بوی دِراس اوم      موت معشوق یاد پیوم  
 اُمی کونرن کیاہ دیوت جلاؤ      تس کُنہ سی کیاہ چھو ناؤ  
 پرزہ مَنزہ رزہ پان کھا جوم      موت معشوق یاد پیوم  
 یار بوی اُشناؤ نوچھ کا تہہ      تم چھ ساری بے وفا



۶۔ فنا ہو کر فنا کی منزل میں داخل ہو جا اور گم ہو کر گم ہو جا  
اس لئے کہ میں نے (ذاتِ حق کو) ماورائے موجود پایا۔ یہاں بھی اُسی کو پایا، اور وہاں  
بھی اُسی کو دیکھا۔

۷۔ اے شمس فقیر! تم بیچ ہو اور تمہاری قیمت کچھ بھی نہیں بلکہ پھوٹی کوڑی بھی نہیں  
یہی کیا کم تھا اگر تمہاری قیمت کچھ بھی نہ ہوتی۔ یہاں بھی اُسی کو پایا اور وہاں بھی  
اُسی کو دیکھا۔

## عزل

۱۔ سُن اے دوست! میں دردِ عشق میں مُبتلا ہو گیا، اور دیوانے محبوب کی یاد  
آگئی۔

۲۔ مے خانے میں شرابِ عشق پی گیا، اور دیوانے محبوب کی یاد آگئی  
۳۔ اُس کہار (اللہ تعالیٰ) نے مختلف رنگوں کے بے شمار برتن بنائے۔ سبھی  
پختہ ہو کر نکلے اور میں ہی ایک خام نکلا۔ مجھے دیوانے محبوب کی یاد آگئی۔  
۴۔ ذاتِ حق کی وحدت کیا ہی روشن ہے۔ آخر اُس ذاتِ واحد کا نام کیا  
ہے۔

۵۔ دوست یا بھائی سے رشتہ کیا یہ تو سب کے سب بے وفا  
ہیں۔

بقیہ از صفحہ ۴۹۔ تمام جزئیات کلی کے ماتحت ہوتی ہیں۔

۵۲۔ مَن عرفِ نفسہ فقد عرف ربہ، جس نے اپنے نفس کو پہچانا۔ اُس نے خدا کو پہچانا۔  
۵۳۔ مَوْتُ کے لفظی معنی دیوانے کے ہیں۔ لیکن یہ لفظ انتہائی لاڈ پیار کے اظہار  
کے طور پر بھی ہماری زبان میں استعمال ہوتا ہے۔



خامن بہتر مہ گئیم کوم موت معشوق یاد پیوم  
 اتھ جی کس دریاؤس شہہ منزہ تھاہ لائیس  
 دور برزخہ نور پرنہ لیوم موت معشوق یاد پیوم  
 دلہ کے دروازہ کن تراں ملک وحدتہ منزہ تراں  
 عاشقہ جو پہ پئے ہو و زیوم موت معشوق یاد پیوم  
 گھرہ پنے نے کر تھہ معراج شمس فقیر و چھوی خراج  
 چھس بو کینہہ نے کیاہ سنا و چھوم

موت معشوق یاد پیوم

## غزل (غیر مطبوعہ)

میںہ وچھ ہر شاہ سُو یار چھنو کا نہہ موئی تہ خالی  
 وئے بوسہ اسرارہ یو آ سکھ و بآلی !  
 دماہ اکھ میںہ گئیم کل میںہ بوزہ دلہ کین پرن تل  
 چھو سارہ و نازہ افضل چھہ زیریں نم تہ چالی



میں اس دنیا میں محض خام لوگوں میں اُلجھ کے رہ گیا ہوں۔ مجھے دیوانے محبوب کی یاد آ گئی۔

۶۔ میں نے حُجی کے (زندہ و پابندہ یعنی دائمی) سمندر میں سانسوں سے نکل کر (نفسانی بندشوں سے آزاد ہو کر) چھلانگ لگا دی۔ اور عالم برزخ میں پہنچ کر بہت دُور سے نورِ (ذات حق) روشن دکھائی دیا۔ مجھے دیوانے محبوب کی یاد آ گئی۔

۷۔ دل کے دروازے سے داخل ہو کر میں عالم وحدت میں اُبھرا، اور یہاں پہنچ کر عرش کی ندی کا پتہ پھوٹ کر نکل آیا۔ مجھے دیوانے محبوب کی یاد آ گئی۔

۸۔ آفرین ہے تم پر اے شمس فقیر! کہ گھر بیٹھے معراج حاصل کیا۔ میں تو خود

بیچ ہوں لیکن میں نے کیا دیکھا۔

مجھے دیوانے محبوب کی یاد آ گئی۔

## غزل

۱۔ میں نے محبوب کو ہر جگہ موجود پایا، اور کوئی ذرہ بھی (اُس کے وجود سے) خالی

نہ دیکھا۔ میں تمہیں اسرارِ (طافیت) سے واقف کئے دیتا ہوں۔ (خبردار) تم لاپرواہی سے کام

۲۔ لمحہ بھر کے تفکر کے بعد میں نے اپنے دل کے پروں کیساتھ کان لگا کر سُنا تو معلوم ہو گیا کہ

نغمہ و ساز ہی افضل (عبادت) ہے اور زیر (اللہ) سے بم (ہو) ملا ہوا ہے



ژہ لائے منتر و حاتس تھا گنہی معلوم شہنشاہ

رندے چھک مرتے یکجاہ گندان گزہ خوردہ سالی

صدر چھوی سنہ خوتہ سن، محیط کوہ زانی اذن

سہل چھامعہ بوزن تہ بوزان گا طلی

فنا جائے تڑتھ تڑاو اڑتھ منتر دیدہ ہی راؤ

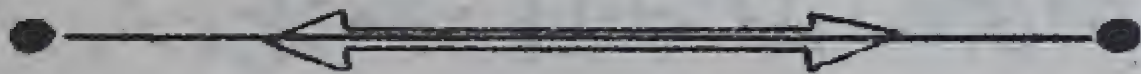
گنہی معلوم پین ناؤ منع پیمیانہ خالی

سجودس منتر میہ ڈیوٹھم وجود تہ شہود گو گم

یہ ستر موجود روڈم چھنا تھ جسامہ نالی

ونے کیاہ بو امیک سود مرتھ عاشق زندے روڈ

ژہ کر شمسو یہ کتھ بود چھکھ امت سوالی





۳۔ وحدت (کے سمندر) میں چھلانگ لگا کر ہی تم شہنشاہ سے واقف ہو سکتے ہو۔

اگر تو واقعی زندہ ہے تو صغریٰ میں ہی یہ کھیل کھیلتا جا

۴۔ سمندر گہرے سے بھی گہرا ہے لیکن اندھے کو (اس) بحر بیکران کی کیا پہچان۔

اس معانی کو سمجھنا آسان نہیں ہاں البتہ ہوشیار لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔

۵۔ فنا کے لباس کو بچاڑ ڈالو، اور باطنی آنکھوں میں داخل ہو کر گم ہو جا

سطح سے تم خود اپنے نام اور جام معرفت کے حقیقی حال سے واقف ہو جاؤ گے

۶۔ وجود اور شہود کے مقامات گم ہو جانے پر ہی میں نے مقام سجود میں محبوب کو دیکھا۔

اور یہ راز محفوظ رہا (کہ) وہ لباس پہنے ہوئے نہیں

۷۔ میں تمہیں اس (طریقیت) کے نفع کے متعلق کیا بیان کروں (مختصر الفاظ میں سن

لو کہ راہ طریقیت میں ایک) عاشق مر کر بھی زندہ ہی رہا۔

اے شمس! اگر تو (اس نفع کے بارے میں) سوال کرنے والے کی حیثیت سے

آیسا ہے تو خود آ کر دیکھ لو۔



# غزل

(غیر مطبوعہ)

چھو کھے بینا وین دیو پانس  
تس نادانس کر تہلہ تھسائی  
راہ کیاہ لہہ بوتس باغوانس  
گلزار دودہ نم تہ سوہ کھلی آم  
سگ مہیہ دژامس تہ سوئی لچم پانس  
تس نادانس کر تہلہ تھسائی  
بازی گارس بازی چھے پانس  
تس چھوی گڑھان منڈین شام  
بے زر اسہ تے کر پیوہ وائس  
تس نادانس کر تہلہ تھسائی  
نصیحت گرز نونسل شیطانس  
تس نادانس کر تہلہ تھسائی  
معرفت کیاہ کرہ ناپاک بانس  
سرہ تس سپدی میم الف لام  
یس وسہ عشقتس صدرس سرانس  
تس نادانس کر تہلہ تھسائی  
تھپیچہ مہیہ دژامس دژ عرفانس  
شمس مروت مشتاق حق سبحانس  
تس نادانس کر تہلہ تھسائی

خام کھتی زون کھینہ پیٹھ آسمانس  
تس نادانس کر تہلہ تھسائی



# غزل

۱۔ اگر تو بیند ہے تو خود اپنے من میں (حق کی) تلاش کر۔ جاہل آدمی کا سایہ کب دُور ہو سکتا ہے

۲۔ باغبان کو قصور وار کیونکر ٹھہراؤں اُس نے تو پھول ہی بوئے تھے لیکن بچھو بوٹی کے پودے اُگ آئے۔ اور ان پودوں کی جب میں نے آبیاری کی تو بچھو بوٹی نے اُلٹے تجھے ہی کاٹا۔ جاہل آدمی کا سایہ کب دُور ہو سکتا ہے۔

۳۔ جادوگر کا جادو (تو دراصل) خود اپنے ہی لئے ہے۔ پو پھٹے کا وقت اُسے شام کی مانند تاریک دکھائی دیتا ہے۔ (حقیقت تو یہ ہے کہ) ایک فلاش و مفلس آدمی بھٹی کو روشن کیسے کر سکتا ہے۔ جاہل آدمی کا سایہ کب دُور ہو سکتا ہے۔

۴۔ جو شیطان کی نسل کا ہو اُسے نصیحتیں کرنے سے کیا حاصل؟ وہ تو خام ہی ہے۔ شراب معرفت کا ایک ناپاک برتن پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ جاہل آدمی کا سایہ کب دُور ہو سکتا ہے۔

۵۔ جو آدمی عشق کے سمندر میں نہانے کے لئے اُتر جائے وہی الف لام اور میم سے شناخت پیدا کر سکتا ہے۔ میں نے تو (شدتِ عشق میں) دُرِ عرفان کو چھین کر لیجانے کی کوشش کی۔ جاہل آدمی کا سایہ کب دُور ہو سکتا ہے۔

۶۔ دیوانہ شمس تو (چونکہ) بزرگ برتر ذاتِ حق (کے دیدار) کا شیدائی ہے (اس لئے اس کی تمنا یہی ہے کہ) یا اللہ! میرا نام اس دُنیا میں قائم رکھ۔ خام لوگ تو چاند کو کھا جانے کی غرض سے آسمان پر چڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جاہل آدمی کا سایہ کب دُور ہو سکتا ہے۔



## غزل

صدرہ کھڑ لڈیہ مال گنتری توس پھلے  
 لے کرے لولہ مہر لائے  
 زونہ چھی شو بان یم چونہ پھلے  
 لے کرے لولہ مہر لائے  
 رنگہ ریون دتاؤ رنگہ بونہ لے  
 سنگدل و چھتن چھس نہ مینر مائے  
 ہاویمنا دیدار مہر ہم لے  
 لے کرے لولہ مہر لائے  
 رسہ رسہ پانس چٹن مک گکے  
 اسے چھونہ چاوان کیاہ چھوسون پائے  
 مست گئے مستانہ مس چتھہ ولے  
 لے کرے لولہ مہر لائے



# ضغل

۱۔ اری سہیلی! ذرا میرے محبوب کو تو دیکھو۔ یہ تو دُور سے سمندر کے موتیوں کی (بہنی ہوئی) مالا جیسی دکھائی دیتا ہے۔ اور اس مالا کے دانوں کا شمار کریں۔ اُٹنا سہیلی! محبوب کو گود میں لے کر جھولا جھولیں۔

۲۔ اس چاند کی طرح چمکتے ہوئے محبوب کو یہ موتی کے دانے کیا ہی زیب دیتے ہیں۔ اُٹنا سہیلی! محبوب کو گود میں لے کر جھولا جھولیں۔

۳۔ میرا رنگیلا محبوب رنگین پناروں کے نیچے سے گزر کر جا رہا ہے۔ ذرا دیکھو تو سنگدل کو، میری ذرّہ بھر بھی محبت نہیں اُسے۔ کاش مجھے اپنا چہرہ دکھا کر گویا مجھے مَول لیتا۔ اُٹ سہیلی! محبوب کو گود میں لیکر جھولا جھولیں۔

۴۔ خود تو رُک رُک کر شراب کے گھونٹ پیئے جا رہا ہے۔ پر ہمیں نہیں پتا۔ ہمارا حال تو خدا جانے۔ دیوانے تو پی کر ہی مست ہوا کرتے ہیں۔ اُٹ سہیلی! محبوب کو گود میں لے کر جھولا جھولیں۔

۵۔ دانوں کا شمار۔ یعنی محبوب کے خد و خال کا جائزہ لیں۔



کامہ دِلوس یم جسامہ کئی چھلے

شاہہ لٹہ یہ ناثر لہ ہیم نیلے

پامن لا جنس خام ڈا نیلے

لئے کرے لولہ متہ لائے

لالہ کوٹھ یم پیالہ مے ڈلے

سالہ نے یم ادہ بے پروائے

نالہ متہ رٹہ مہن یہ ناثر ہلے

لئے کرے لولہ متہ لائے

نورہ کہ وقتہ خواب ڈیشم ٹھلے

پر ٹھمس رانہ ہونہ کتہ چینی جائے

جائہ دتھ پری غم تانہ مٹلے

لئے کرے لولہ متہ لائے

بولہ ون جانورہ چھو لولہ منزلے

بدنس شہندس ڈیٹھم پڑھائی

خرقہ پولاس نالی ڈیٹھمس کھلے

لئے کرے لولہ متہ لائے



۵۔ کام دیو کا یہ لباس کس نے دھو ڈالا ہے؟ کاش شام کے وقت آتا تو جھگڑا ہی نہ پٹ جاتا۔ اس طفل حیلہ گر کی وجہ تو میں طعنہ سہہ رہی ہوں۔ آؤ سہیلی! محبوب کو گود میں لے کر جھولا جھولیں۔

۶۔ جڑاؤ کمرے میں جو میں نے پیالیاں سجا کر رکھی ہیں۔ ذرا جا کر دیکھو کہیں انکی ترتیب بکھری تو نہیں۔ ورنہ وہ لاپرواہ محبوب دعوت پر نہیں آئیگا۔ کاش وہ اچانک آ جاتا تو میں اُسے گلے لگاتی۔ آؤ سہیلی! محبوب کو گود میں لے کر جھولا جھولیں۔

پو پچھٹے کو جو اچانک میں نے اُسے خواب میں دیکھا تو پوچھا۔ "میرے راج ہنس! تمہاری منزل کہاں ہے؟" اور اُس نے ٹال کر نئی باتیں چھیڑ دیں۔ آؤ سہیلی! محبوب کو گود میں لے کر جھولا جھولیں۔

اُس چمکتے ہوئے پرندے کو دیکھو تو عشق کے جھولے میں کس انداز سے جھول رہا ہے۔ اری! اس کے بدن کا سایہ ہی نظر نہیں آتا۔ اور دیکھو تو کُشا دہ نرم و نازک لباس کیا چم رہا ہے! آؤ سہیلی! محبوب کو گود میں لے کر جھولا جھولیں۔



غسانہ مے آسہ کر عشقہ ناز لے  
 مشکہ چانہ تنہہ لیوم یاون لے  
 رشکہ چانہ گلاب گیم اڈہ پھلے  
 لے کرے لولہ متہ لے  
 یم مار پیچان کیاہ چھی لے  
 مار زلفن چھک ماران گرا لے  
 خارہ میون مے تنھاؤنارہ وز ملے  
 لے کرے لولہ متہ لے  
 دند چھی محنتہ مال وٹھ رتھ پھلے  
 خندہ چھکھ کران تہ کسی دیوی دے  
 یم کتھ بوزتھ طوطہ گے کلے  
 لے کرے لولہ متہ لے  
 داہ شوبہا محنتہ مار پختہ کار تھ لے  
 شاہ شمس رومہ ریشوی آ لے  
 مایہ پنہ داستان ونہ کاٹلے  
 لے کرے لولہ متہ لے



اے اُلھر حسینہ! غازہ چڑھا کے میری طرف مت دیکھ۔ تمہاری خوشبو ہی سے

تو میری متوالی جوانی بیتاب ہوئی جا رہی ہے

ذرا دیکھ لو کہ تمہارے (حُسن کے) رشک میں میرے رخساروں کے گلاب ادھ  
کھلے رہ گئے۔ اُس سہیلی! محبوب کو گود میں لے کر جھولا جھولیں۔

تمہارے یہ بیچارے سانپ کس قدر ٹیڑھے ہیں! اور پھر ان سانپ  
جیسے زُلفوں کو ہلا رہا رہی ہو۔

اے برق آتش! (تجھے میری قسم) میرا مال نہ رکھیو۔

اُس سہیلی! محبوب کو گود میں لے کر جھولا جھولیں۔

تمہارے دانت تو موتیوں کی ایک مالا ہے، اور ہونٹ گویا چھوٹے چھوٹے سُرخ

ہیروں سے جڑے ہوئے ہیں، اور جب ہنسنے لگ جاتی ہو تو یہ بھی تو بتاؤ  
کہ یہ دل رُبا ہنسی ہنسنا کس نے سکھائی۔ تمہاری میٹھی میٹھی باتیں سُن کر تو  
طوطیاں بھی گنگ ہو جاتی ہیں۔ اُس سہیلی! محبوب کو گود میں لے کر جھولا جھولیں۔

مجھ جیسی ناچیز کنیز کا (تم جیسی) موتیوں کی مالا سے کیا واسطہ؟ بڑے تجربہ کار  
عاشق تو تمہاری حسرت لے کر چلے۔ لیکن شاہ شمس تو خدا سے رُوہ رشی

کی زندگی بُل جانے کی بھیک مانگ رہا ہے (تاکہ تم بچھل جاؤ) اور اس ہوشیار عاشق  
نے محض تمہاری محبت کی خاطر یہ داستان بیان کی۔ اُس سہیلی! محبوب کو گود میں لے کر جھولا جھولیں۔  
۱۵۔ کشمیر کا ایک ایسی عمریاں والا ریشی۔ جو لمبی عمر پانے کی وجہ سے ضرب النسل بن چکے ہیں۔



## غزل

خارہ تھو غم مارہ مُتے ✓ میون و نتسی لُتے  
 ز اُلی پیجرہ تراو و تھے میون و نتسی لُتے  
 رومی خورشید چھپس تابان ✓ تھاپہ رُوس شاہِ خوابان  
 ماہِ تابان نورہ پھتے میون و نتسی لُتے  
 یارِ تحسان زلفِ بیجان نہ ماسنبلستان  
 مارِ بیچان کارہ پُتے میون و نتسی لُتے  
 سونہ دُور زہی چھم الران دونو فی چھس نورہ ران  
 پورہ کنہ تم سورگہ کھتے میون و نتسی لُتے  
 نستہ خنجرِ حُسنک امام دین و دل نیو غم تمام  
 سوتہ والیجہ آئے اُتے میون و نتسی لُتے  
 چشمِ آہو چھپس بنبر زلے ✓ مَنہ پھلی عشقن تھلے  
 و نہ چھمستانہ نندرہ ہتے میون و نتسی لُتے



# غزل

منتوالی محبوبہ کی جدائی میں تو مجھے کانٹے سے چبھ رہے ہیں۔ اے سہیلی! ذرا جا کر اُسے میرا کہیو۔

کاش وہ اپنی خمدار کا کلوں کو کھول دے! سہیلی ذرا جا کر اُسے میرا کہیو  
اُس کا چہرہ تو سورج کی مانند چمک رہا ہے، اور اُس محبوبوں کے بادشاہ کا سایہ ہی نہیں  
اُس کے پیچ دار زلفوں کو کس سے مشابہ کروں، ریحان سے یا سنبلستان سے  
ذرا ان طیرھے سانپوں کو تو دیکھو جیسے نفشہ کے پھول میں خم پڑے ہیں۔ سہیلی ذرا جا کر  
اُسے میرا کہیو۔

سونے کی بالیوں کو دیکھو کس طرح ہلاتا جا رہا ہے  
دونوں بالیاں روشنی بکھیر رہی ہیں۔ جیسے کہ یہ دونوں جنت سے  
اُڑائے آیا ہے۔

سہیلی ذرا جا کر اُسے میرا کہیو۔

خنجر جیسی ناک کس قدر حسین ہے۔ اس امامِ حُسن نے تو میرا دین و دل

لوٹ لیا۔

اور اُسے دیکھتے ہی جگر پر ضرب لگ رہے ہیں۔ سہیلی ذرا جا کر اُسے میرا کہیو

اُس ہرخی کی آنکھیں تو نرگس جیسی ہیں اور پتلیاں تو محض سامانِ فریب

حالانکہ ابھی تو یہ متانی سوئی پڑی ہیں۔ سہیلی ذرا جا کر اُسے میرا

کہیو۔



مژگانہ تیر چھم میہ لایان  
 قی و نسیں ما چھو جان  
 موہنہ تیر کر تجہ کھتے  
 میون و نسیں لیتے  
 بمرہ مار تجہ لدنم گون  
 نس تہ کیاہ گو غصہ میون  
 لوسہ ناؤ می پارہ وٹے  
 میون و نسیں لیتے  
 بالہ کوٹ گوم یاؤن رائے  
 اندرہ ناؤ و فی عشقہ نیائے  
 چھنہ بازارہ قیمتی  
 میون و نسیں لیتے  
 عشقہ سندی اسہ روش  
 خون جگر س کرتہ نوش  
 زونہ میہ کھت محبتی  
 میون و نسیں لیتے  
 وٹھ رشہ پھلی برگ بادام  
 قندہ پھلی دند کیاہ چھ جان  
 خندہ مال وندہ راوم اتے  
 میون و نسیں لیتے  
 نیرہ منہ چھکھے پیر تراوان  
 عالی وڈی چھے اے پھتے  
 عا شقن تنبہ لاوان  
 سالی وڈی چھے اے پھتے  
 میون و نسیں لیتے  
 شمس فقیرن کرتہ پائی  
 رمرہ رشنوی دتس آئے  
 عشقہ تیونگل پیہم تنے  
 میون و نسیں لیتے



اری دیکھیو! پلوں کے تیر کس طرح برساتا جا رہا ہے۔ جا کر کہیو کہ یہ انداز نہ  
 بھلے نہیں۔ ہاں ری پھر دیکھیو تیروں کو کمان میں چڑھا رہا ہے۔ سہیلی ذرا جا کر  
 اُسے میرا کہیو۔ یہ کمان جیسی بھنوؤں میں شکن کیسی؟ ذری جا کر پوچھ لو مجھ سے ناراض تو نہیں  
 اے پاروتی! اب مجھے اور نہ تڑپا۔ سہیلی ذرا جا کر اُسے میرا کہیو۔

ہاں ری میرا محبوب کدھر کو چلا گیا۔ آتا تو عشق کا جھگڑا نہیٹ لیتے۔  
 (میں تو جھگڑا نہیں چاہتی) آفر وہ بازار میں بکنے والی چیز تھوڑی ہے؟ سہیلی ذرا جا کر  
 اُسے میرا کہیو۔ اری عشق کی سُداری! اب ہم سے نہ روٹھ۔ میں تو اپنا خون جگر تمہیں پینے  
 کو دے دیتا ہوں۔ اری میری محبت! کیا چاندنی میں بھی نہیں ملو گی؟ سہیلی ذرا جا کر اُسے میرا کہیو۔  
 سُرخ مہیروں کے ٹکڑوں سے جڑے ہوئے یہ تمہارے ہونٹ برگ بادم کی مانند نازک ہیں  
 اور یہ شکر کے ٹکڑے جیسے دانت کس قدر اچھے ہیں۔ میری سنسنی کچھ محبوبہ! میرا دل تو  
 انہیں دیکھتے ہی مجھ سے جدا ہو رہا ہے۔ سہیلی ذرا جا کر اُسے میرا کہیو۔  
 تم سبزہ زاروں میں سے اُٹھیلیاں کرتی ہوئی جا رہی ہے، اور ہم عاشقوں کے  
 دل بے تاب ہوئے جا رہے ہیں۔ اور دوپٹہ کو دیکھو کہ پھندے کیا زیب دے  
 رہے ہیں۔ سہیلی ذرا جا کر اُسے میرا کہیو۔

شمس فقیر کی حالت پر رحم کرو۔ وہ تو عشق کے انگاروں پر لوٹ رہا ہے  
 پر اُسے رموہ ریشی کی زندگی بھی تو بخش دو  
 سہیلی ذرا جا کر اُسے میرا کہیو۔



## تغزل

زانہ ورنہ زان کر پڑانس گئیانس  
 زان بلہ ناؤ بھگوانس سیتنی  
 پوزا کہ فی گئیہ منتر کرم دانس  
 دھرمہ شا سترنس بیت خانس  
 کور لہ اکوٹہ آ کاش پڑانس  
 زان بلہ ناؤ بھگوانس سیتنی  
 سودہ بای وده ناہ کور پانی پانس  
 دیور منگہ کیاہ دیور وٹس  
 لہ تر و و زلہ نوٹ منتر پوتلی خانس  
 زان بلہ ناؤ بھگوانس سیتنی  
 ترہیلہ گئیہ لہ منتر شراہ یار سانس  
 پلہ تمہ کور زگہ تکہ تار ترانس



# غزل

اے گیانی پران اور گیان کی پہچان پیدا کر۔ یہی پہچان تو بھگوان کی پہچان

ہے۔

جب للہ عارفہ دھرم شاستر کے بُت خانے اور کرم دان میں پوچھا کرنے گئی تو اُس  
نے خود اپنے پڑان کو سراپا آکاش بنا دیا

یہی پہچان بھگوان کی پہچان ہے۔

سہ بھائی نے خود اپنے اوپر رویا اور اُسے محسوس ہونے لگا کہ

پتھر ایک پتھر (کے بُت) سے کیا حاصل کر سکتا ہے۔

للہ نے تو بُت خانے کے بیچ میں پانی کا گھڑا توڑ ڈالا

یہی پہچان بھگوان کی پہچان ہے۔

للہ جو اچانک شرابہ یار کے گھاٹ پر نہانے گئی تو جگت کے دریا پر سے گزر جانے

کے لئے اُس نے نفس شیطان کا سر کاٹ کے رکھ دیا۔



کلہ تہہ ترقی نئے نفس شیطانی  
زان بلہ ناؤ بھگوانس سیتو

سبق تہہ راوی تہ سبق چھانس  
لاہہ دانی تہ لڑ ویرانس  
لہ اوس بلہ وٹھ لہ وُن پانس

زان بلہ ناؤ بھگوانس سیتو  
ویدیش کرنہ گئی نندہ ریشانس  
رندو دوپ ہنس عین عرفان

تھپ تھپہ سر گنڈن شاہ مہدانس  
زان بلہ ناؤ بھگوانس سیتو

شمس فقیر نامی پر کا نشہ  
تھسائی وچھتہ ماچھے رے سرس  
تھسائی او بر لاگتہ کھوت اسانس  
زان بلہ ناؤ بھگوانس سیتو



یہی پہچان بھگوان کی پہچان ہے

لہ نے جو دیرا نے میں شاہی محل تعمیر کیا تو اُس کی یہ مہارت دیکھ کر  
نا تجربہ کار بڑھئی حیران ہو گیا۔

لہ کو (اس کے لئے) تو پتھر بھی برداشت کرنا پڑا۔

یہی پہچان بھگوان کی پہچان ہے

مندہ ریشیؒ کو جو اُپدیش دیا

تو رندوں نے اس اُپدیش کو عین عرفان تسلیم کر لیا۔

اور لہ نے شاہ ہمدانؒ کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلی

یہی پہچان تو بھگوان کی پہچان ہے

شمس فقیر۔ اے مشہور فاضل! ذرا دیکھ لو کہ سُرُج میں کوئی سایہ

نہیں ہے۔

یہ تو محض بادل کا سایہ ہے (جس کا خود کوئی وجود نہیں) جو آسمان

پر چھا جاتا ہے۔

یہی پہچان تو بھگوان کی پہچان ہے۔



# اظہارِ تشکر

مجھے اس کتاب کی تکمیل کے سلسلے میں کچھ لوگوں سے بہت مدد ملی ہے۔ میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں۔ جناب غلام محی الدین صاحب (شمس فقیر صاحب کی دختر کے فرزند) موضع کرشی پورہ تحصیل بڈگام کا بیحد مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے خاندانی حالات بہم پہنچائے۔ محمد دانی صاحب موضع آری گام تحصیل بڈگام اور اسد دانی صاحب موضع کرشی پورہ کا بھی بہت شکر گزار ہوں۔ خواجہ سونہ منو صاحب کاوٹی محلہ امیر اکر دل کا خاص طور پر شکر گزار ہوں۔ منو صاحب نے پچیس برس سے زائد عرصہ شمس فقیر صاحب کی خدمت میں گزارا ہے۔ آپ کی عمر اس وقت ایک سو دس سال ہے۔ آپ مجھے بہت مدد ملی۔ آخر میں اپنے قبلہ و کعبہ محترم والد بزرگوار خواجہ غلام محی الدین محلہ ایشان صاحب زینہ کدل کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جن کی رہنمائی کے بغیر یہ کتاب مکمل نہیں ہو سکتی تھی +

{شمس الدین احمد}